ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

نگران اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

قائد جمعیت نے فرمایا :

۳۲/۱۸

حکومت اگر مدارس عربیہ و دینیہ کو تحویل میں لینے کے مذموم ارادوں سے باز نہ آئی تو بھرپور مزاحمت کی جائیگی مدارس دینیہ کو تحویل میں لینے کا مقصد حق کی آواز کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاموش کرنا ہے، لیکن ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے

یوم پاکستان؟؟

غُربت کا اب نام نہیں   اب کوئی ناکام نہیں!
موسم کی آواز سنو،   گردش میں کیوں جام نہیں

اُچھلو! کودو! شور مچاؤ
یومِ پاکستان مناؤ

آج ہے یومِ آزادی   کیوں ہے پھر یہ ناشادی؟
دیکھو! تو، کیا بنتا ہے   کم ہونے دو! آبادی!
اُٹھو! اُٹھو! ناچو! گاؤ!
یومِ پاکستان مناؤ!

"دَورِ عوامی" کی باتیں!   دن اندھے، روشن راتیں
ہم نے پائی ہیں واللہ!!   کیسی، کیسی، سوغاتیں!
محلوں کو کچھ اور سجاؤ
یومِ پاکستان مناؤ!

اب کوئی رنجور نہیں!   محنت کش، مزدور نہیں!
بنتِ عنب کے متوالو!   منزل اپنی دُور نہیں!
جاؤ! جاؤ! شیشہ[1] لاؤ
یوم پاکستان مناؤ!

ابوالکلامؒ کو گالی دو!!!   مدنی صاحبؒ کو کوسو!!
بس، یہ قوم کی خدمت ہے   اس سے باہر مت سوچو!
لمبے! لمبے! بال رکھاؤ!
یوم پاکستان مناؤ!

---

[1] شراب کی بوتل۔

اکرام القادری

اداریہ

اکرام القادری

چودہ اگست؟

پاکستان اپنی زندگی کی اٹھائیس بہاریں مکمل کرکے انتیسویں بہار کی طرف گامزن ہوچکا ہے ملک میں ہر طرف پاکستان کا یوم تاسیس ۱۴ راگست منایا جارہا ہے۔ سرکاری، نیم سرکاری اور عوامی حلقے اپنے اپنے طور پر یوم پاکستان منا رہے ہیں، مذہبی، سیاسی اور سماجی حلقے مسرت و شادمانی سے باغ باغ ہیں کہ آج کے دن انہیں آزادی کی نعمت غیر مترقبہ سے بہرہ ور ہونے کا موقع میسر آیا تھا اور پاکستان ایسی عظیم مسلم مملکت معرض وجود میں آئی تھی۔

دانشور نکتہ آفرینیوں، صحافی تحریر کی جولانیوں، مقررین تقریر کی برق پاشیوں اور وکلاء قانونی موشگافیوں سے پاکستان کی مانگ میں سیندور بھر رہے ہیں اور افشاں چھڑک رہے ہیں۔ تخلیق پاکستان کے جواز و ضرورت پر قومی اخبارات و جرائد کی طرف سے بوقلموں نمبر شائع کیے جارہے ہیں۔ ان تمام اخبارات و جرائد اور اہل قلم میں قدر مشترک متحدہ قومیت کی نفی اور جداگانہ قومیت کا اثبات ہے۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن جنہیں سرکار عالی تبار کی مدح سرائی اور اپوزیشن کی ہر بات میں کیڑے نکالنے سے فرصت نہیں ملتی، آج کل یوم پاکستان منانے میں مصروف ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ خدانخواستہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے اپنے بنیادی، اصلی، ہمہ وقتی اور ہمیشہ کے کام کو فراموش کر دیا ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے۔ پاکستان کی بقا و سالمیت اور نئے پاکستان کی تخلیق و تعمیر کا جھومر اب بھی سرکار والا مرتبت کے ہی ماتھے پر سجایا جارہا ہے۔

یوم پاکستان اور تخلیق پاکستان کے موضوع پر تادم تحریر جس قدر مواد نظر سے گذرا ہے وہ "پاکستان کیسے بنا؟" کے مرحلے سے آگے بڑھنے کی سکت نہیں رکھتا۔ جب کہ ضرورت اس امر کی تھی کہ پاکستان کیسے بنا کی راہ سے گذر کر پاکستان کیوں بنا اور کس لیے بنا؟ کی منزل مراد تک رسائی حاصل کی جاتی۔ "پاکستان کیسے اور کس طرح بنا" کی بات اپنی جگہ بے انتہا اہم مسئلہ ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کہیں "کیسے" اور "کس طرح" کی راہ کو منزل قرار دیکر ہم مطمئن تو نہیں ہوگئے؟ کہیں اس راہ کا گرد و غبار ہم سے ہماری منزل فراموش کرانے میں کامیاب تو نہیں ہوگیا؟ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ۲۸ سال کا طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود بھی ہم وہیں کھڑے ہوئے ہیں جہاں سے چلے تھے، بلکہ ہمارے قدم آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے ہٹے ہیں۔ احساس زیاں کا یہ عالم ہے کہ اپنی حرماں نصیبی و خود فریبی کا ماتم کرنے کی بجائے مسرت و ابتہاج کے شادیانے بجانے میں مگن و سرمست ہیں۔

پاکستان کے ہمدردوں، خیرخواہوں، جاں نثاروں اور حب الوطنی کے دعویداروں نے پاکستان کے مقصد تخلیق کو نسیاً منسیا کر دیا ہے، کبھی کبھار نظریہ پاکستان کی صدائے گوش نواز سنائی دیتی ہے جو اپنے غلط محل استعمال سے مبہم و مہمل ہوکر رہ گئی ہے۔ نظریہ پاکستان اگر اب کسی شے کا نام ہے تو وہ یہ ہے کہ تحریک آزادئ وطن میں فقید المثال قربانیاں دینے اور دار و رسن کی آزمائش سے گذرنے والے ان ہمالہ قامت انسانوں پر سب و شتم اور تبرا کیا جائے جو دیانت داری سے برصغیر کی تقسیم کے مخالف تھے، لیکن ہمارے نزدیک نظریہ پاکستان کا مفہوم وہ دعویٰ ہے جو تخلیق پاکستان سے قبل کیا گیا تھا اور پاکستان کا وجود جس کا رہین منت ہے یعنی "پاکستان کا مطلب کیا؟ لاالٰہ الا اللہ" جس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی سعی آج تک نہیں کی گئی، بلکہ نظریہ پاکستان

ہفت روزہ
ترجمان الاسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۳۲

جمعۃ المبارک ۱۵ راگست ۱۹۷۵ء ۸ شعبان المعظم

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

★★

بدل اشتراک
سالانہ ــــــ ۳۸ روپے
ششماہی ــــــ ۱۹ روپے
سہ ماہی ــــــ ۹/۵۰ روپے
فی پرچہ
۷۵ پیسے

پریس میں چھپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ

مرتب: حافظ مقصود احمد

زوجین کے لیے دس ضروری ہدایات

۱۵ اگست 1975

از افادات مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم

نکاح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور نسلِ انسانی کی توسیع اور نشو و نما کے لیے ایک فطری عمل ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔"

نیز ارشاد فرمایا:

"رہبانیت (یعنی معاشرتی زندگی سے لاتعلقی) کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔"

اس کے علاوہ جہاں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو اجازت دی ہے کہ:

"اپنی پسند کی عورت سے شادی کرو۔"

وہاں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:

"ان سے اچھا سلوک کرو۔"

چونکہ میاں بیوی کا نباہ ساری زندگی کے لیے ہوتا ہے اس لیے دونوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے باہمی حقوق بیان فرماتے ہیں اور زندگی گزارنے کے اصول بیان فرمائے ہیں۔ ہم اس جگہ دس اصول بیان کریں گے۔ پانچ مردوں کے لیے اور پانچ عورتوں کے لیے۔ مردوں کے لیے پانچ ہدایات یہ ہیں:

حسنِ معاشرت

خاوند کا پہلا فرض ہے کہ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک اختیار کرے اور اس کے خرچ، لباس، رہائش، خوراک کا اپنی استطاعت کے مطابق بہتر انتظام کرے۔

مہر کی ادائیگی

یہ خاوند کی ذمہ داری ہے کہ بیوی کے لیے نکاح میں جو مہر مقرر کیا گیا ہے توفیق ملنے پر اسے بلا تاخیر ادا کرے۔ یہ خاوند کے ذمہ فرض ہے اور فرض کی ادائیگی میں تاخیر اللہ تعالےٰ کو پسند نہیں ہے۔

محرمات سے اجتناب

خاوند کا تیسرا فرض یہ ہے کہ اپنی بیوی کے سوا دوسری عورتوں سے اختلاط نہ رکھے اور اس سلسلہ میں حرام کاری بلکہ شبہہ کی جگہوں سے بھی پرہیز کرے۔

اصلاح

خاوند کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ بیوی کی اصلاح کرتا رہے۔ اگر بیوی اللہ تعالیٰ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات یا خاوند کی فرمانبرداری سے گریز کرے تو خاوند کو اجازت ہے اسے نصیحت کرے اگر باز نہ آئے تو اس کے بستر کو جدا کر دے اور اگر پھر بھی باز نہ آئے تو مار بھی سکتا ہے۔

بے حیائی سے روک تھام

خاوند کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ بیوی کو حرام کاری سے باز رکھے اور عورت سے بدکاری کا ارتکاب ہو تو خاوند اسے ساری عمر کے لیے گھر میں پابند بھی کر سکتا ہے۔ بہرحال بیوی کی نگرانی اور اسے بدکاری سے روکنا بھی خاوند کی ذمہ داری ہے۔

اسی طرح پانچ فرائض عورتوں کے ہیں:

پردہ کا التزام

پہلا فرض یہ ہے کہ وہ پردہ کا اہتمام کریں خاوند کے بغیر کسی کے سامنے زینت کا اظہار نہ کریں۔ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائیں اور اسلامی احکامات کے مطابق پوری طرح پردہ کریں

نماز کی پابندی

دوسرا فرض عورت کا یہ ہے کہ وہ نماز اور دیگر احکامات کی پابندی کرے کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے فرائض ہیں اور ان سے روگردانی کبیرہ گناہ ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

تیسرا فرض یہ ہے کہ صدقہ خیرات اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں سستی نہ کرے۔ اپنے مال میں سے اور خاوند کی اجازت سے اس کے مال میں سے بھی صدقہ خیرات کرتی رہے۔ اور زکوٰۃ پابندی سے ادا کرے۔

اطاعت رسول

عورت کا یہ بھی فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے

باقی ص ۹ پر

مشرق و مغرب کی سیاست

مرسلہ: احمد حسین کمال

یورپی کانفرنس کا اعلامیہ

ہلنکی ۴ اگست یورپی سلامتی اور تعاون کی کانفرنس ایک مشترکہ اعلامیہ پر ۳۳ یورپی ممالک اور امریکہ اور کینیڈا کے رہنماؤں کے دستخطوں کے بعد اختتام پذیر ہوگئی۔

اس کانفرنس میں شریک ممالک نے اعلان کیا ہے کہ وہ مندرجہ ذیل اصولوں کی روشنی میں اپنے تعلقات قائم کریں گے۔

مساوات ان حقوق کا احترام جو آزادی نے بخشے ہیں۔

طاقت کے استعمال یا دھمکی سے اجتناب،
علاقائی سالمیت کا احترام،
تنازعات کے پرامن تصفیے کی ہمہ وقت تیاری
اندرونی معاملات میں عدم مداخلت،
انسانی حقوق کا احترام،
لوگوں کے مساوی حقوق،
اور تعاون میں اضافہ،

مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا ہے۔ کہ اجلاس میں شریک ممالک اپنی مرضی کے سیاسی سماجی معاشی اور ثقافتی ڈھانچے قائم کرنے میں آزاد ہوں گے۔

اجلاس میں شریک ممالک نے یہ بھی اعلان کیا ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کی سرحدوں کا احترام کریں گے۔ اور مستقبل میں کوئی ایسی حرکت نہیں کریں گے۔ جس سے کسی یورپی ممالک کی علاقائی سالمیت پر حرف آئے۔

اجلاس میں شریک ممالک نے عہد کیا کہ بین الاقوامی قانون کے تحت انہیں مساوی حقوق اور فرائض سونپے گئے ہیں۔ اور وہ ان حقوق اور فرائض کا احترام کریں گے۔

انہیں اس بات کا بھی حق حاصل ہوگا کہ وہ کسی بھی بین الاقوامی ادارے، فوجی معاہدے اور اتحاد سے وابستہ ہو سکتے ہیں۔

اجلاس میں شریک ممالک اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق تمام ممالک سے تعاون بڑھانے کی کوشش کریں گے۔ اور اس سلسلے میں وہ معاشی ترقی کی سطح میں فرق کو مدنظر رکھیں گے۔ اور دنیا کے ترقی پذیر ممالک کے مفادات کا خیال رکھیں گے۔

مشترکہ اعلامیہ کا ایک حصہ اعتماد کو بڑھانے کے لئے خاص ذریعوں اور سلامتی کے خاص پہلوؤں پر مبنی ہے۔ مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ کسی ملک میں فوجی نقل و حرکت ۲۵ ہزار افراد سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ ان افراد میں بحریہ اور فضائیہ کے افراد بھی شامل ہیں۔

اجلاس میں شریک ممالک اس بات پر متفق ہو گئے ہیں۔ کہ ہتھیاروں میں کمی کی کوششوں میں اضافہ ہونا چاہیے۔

اجلاس میں شریک ممالک معاشی، سائنسی اور تکنیکی تعاون کریں گے۔ اور باہمی تجارت کے لئے تمام رکاوٹیں دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

اجلاس میں شریک ممالک نے عہد کیا۔ کہ وہ یورپی ممالک کے تحفظ اور تعاون میں اضافے کے لئے اقدامات کریں گے۔ اس سلسلے میں ان کے نمائندے وقتاً فوقتاً مختلف اجلاسوں میں شریک ہوں گے۔ اس قسم کا ایک اجلاس بلغراد میں ۱۹۷۷ء میں ہوگا۔

نوٹ:- یورپی ممالک کا یہ مشترکہ اعلامیہ اور ان کے درمیان سیاسی و سماجی نظریات و مفادات کے شدید اختلاف کے باوجود، اشتراک عمل کا یہ نقطۂ آغاز، افریقی اور ایشیائی ملکوں کے لئے نہ صرف توجہ طلب ہے بلکہ ان کے لئے ایک سبق بھی ہے۔

کیا ایشیائی ممالک اپنے لئے اور اپنے درمیان باہمی اشتراک کا کوئی نقطۂ آغاز تلاش نہیں کر سکتے؟

کیا سلامتی ایشیا اور افریقہ کے لئے ضروری نہیں ہے؟

کیا ایشیاء کی سلامتی کے لئے سوچنے کا وقت نہیں آگیا ہے۔

(کمال)

سرد جنگ اور کشیدگی ختم ہو رہی ہے

کل یورپی سربراہ کا تاریخ ساز مرحلہ

ایشیاء اور افریقہ میں بھی کشیدگی کم ہوگئی

ہلنکی میں کل یورپ سربراہ کانفرنس کی اہمیت کو تمام سیاسی مبصرین محسوس کر رہے ہیں۔ اور بعض نے اسے دوسری عالمگیر جنگ کے بعد کا سب سے بڑا واقعہ قرار دیا ہے۔ اس کے نتائج سے قطع نظر روس، امریکہ اور کناڈا سمیت ۳۵ ملکوں کے سربراہوں کا پہلا ہمہ گیر اجلاس ہے اس میں صدر فورڈ اور مسٹر بریژنیف کو ایک

دوسرے سے ملنے اور مذاکرات کرنے کا بھی موقع ملا۔ اس کانفرنس سے پتہ چلتا ہے کہ اب سرد جنگ، بین الاقوامی کشیدگی اور اسلحہ کی دوڑ کی پالیسی کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ اور یورپ سے آنے والی امن کی یہ آوازیں دور دور تک سنی جائینگی،

کانفرنس میں سوویت وفد کے قائد مسٹر برزنیف نے اپنی تقریر میں کہا کہ یورپی سلامتی اور تعاون کی کانفرنس کا یہ آخری مرحلہ غیر معمولی نوعیت کا ہے۔ اور اس میں شریک تمام ملک اس کے سیاسی دائرہ کار کی وسعت کو محسوس کرتے ہیں۔ یہ بات اعتماد سے کہی جا سکتی ہے کہ کانفرنس میں شریک تمام ملکوں کے کروڑوں عوام بھی اس بارے میں ایسا ہی محسوس کر رہے ہوں گے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اتنی بڑی تعداد میں یہ سربراہ یہاں کس لئے جمع ہوئے۔ وہ کس لئے ایسا سوچ رہے تھے؟ اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے۔ کہ اس کانفرنس کے نتائج بعد از جنگ کے مشہور عالم اتحادی فیصلوں کے بعد پہلے اجتماعی اقدام کی پیداوار ہوں گے۔ جو لوگ اس نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس نے دوسری عالمگیر جنگ کی ہولناکی سہی ہے۔ وہ اس کانفرنس کی تاریخی اہمیت سے ضرور باخبر ہو سکتے ہیں اس کے مقاصد اس یورپی نسل کے دل و دماغ پر بھی اجاگر ہیں۔ جو زمانہ امن میں پروان چڑھی ہے اور جو جنگ کی تباہی کا تصور نہیں کر سکتی۔ یورپ کی سرزمین دو عالمگیر جنگوں میں خون سے تر ہو چکی ہے۔ یورپ کے ۳۳ ملکوں اور امریکہ اور کناڈا کے چوٹی کے سیاسی اور سرکاری لیڈر ہلسنکی میں جمع ہوئے۔ تاکہ وہ یورپ کو فوجی تصادموں سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیں۔ اس امن کا تحفظ یورپ کے تمام کے لئے ہونا چاہیئے۔ ہم بے شک اس حق کو کرۂ زمین کی تمام اقوام کا بھی حق سمجھتے ہیں۔ یورپ اگر اس سلسلے میں پہل کرے تو سب کے لئے اچھا ہے۔ یہ نہ صرف ماضی کے تجربات بلکہ مستقبل کی دور بینی بھی ہے۔ یورپ کی سرزمین ہی پر کئی بار حملہ آور اور جارح بڑی کر وفر سے اٹھے اور خود کو عظیم قرار دیا۔ اگرچہ بعد میں عوام نے ان پر لعنت بھیجی۔ تاریخ کے تجربات نے ان کو یہاں جمع کیا ہے۔ یورپی کانفرنس کے تصور سے لے کر اس کے انعقاد تک کا راستہ سہل نہ تھا۔

دیانت اور خیر سگالی کو جو برابری کی بنیاد پر ہے۔ اس کانفرنس کے نتیجے میں لازماً تقویت پہنچے گی۔ اس سے اس کاز کو مزید وسعت اور فائدہ پہنچے گا۔ جس کا نام امن، سلامتی اور تعاون ہے۔ اور جس پر کافی مثبت کام ہو چکا ہے۔ اس کانفرنس کے پیچھے جو مقاصد کارفرما ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ مختلف ممالک اپنے سیاسی اور سماجی نظاموں کے فرق کے باوجود بقائے باہمی سے کام لیں۔ وہ مسائل کو طاقت سے استعمال نہ کرنے کا عہد کریں۔ بلکہ باہمی افہام و تفہیم سے کام لیا جائے۔ سرد جنگ ختم کر دی جائے۔ ایک دوسرے کے خلاف پروپیگنڈہ اور کشیدگی پھیلانے کے طریقے ممنوع ہو جائیں سرحدوں کا احترام کیا جائے۔ اور کسی کے داخلی معاملات میں مداخلت نہ کی جائے۔ اگر ان اصولوں پر عملدرآمد کیا گیا تو یہ لازمی امر ہو گا۔ کہ یورپ میں اسلحہ کی دوڑ ختم ہو جائے۔ افواج میں کمی اور دفاعی اخراجات میں تخفیف کر دی جائے۔ خطرناک جنگی اڈے غیر ضروری اور بے مصرف نظر آنے لگیں؛ چنانچہ ان کو ختم کر دیا جائے۔ یورپ سے غیر ملکی افواج کی واپسی شروع ہو جائے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایٹمی اسلحہ کی دوڑ ختم ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تو لازماً کشیدگی میں ایشیاء اور مشرقِ وسطیٰ میں بھی کمی ہو گی۔ وہاں بھی امن اور تعاون کی فضا قائم ہو جائے گی۔ تمام اقوام دوسرے بہت سے تعمیری شعبوں میں تعاون کر سکتی ہیں۔ یہ مسائل غذائی قلت، جہالت، امراض اور فضا اور پانی کی آلودگی پر قابو پانے کے بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ سائنس، صنعت، تحقیقات اور تعلیم کے شعبوں میں تعاون کے بھی ہو سکتے ہیں۔

اس کانفرنس کی اہمیت کا اظہار اس حقیقت سے بھی ہوتا ہے۔ کہ اس میں شریک ۳۵ ملکوں کے علاوہ دنیا بھر کے اور بھی بیسیوں ملکوں سے صحافی، کیمرہ مین اور نامہ نگار آئے تھے۔ تاکہ کانفرنس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ خبروں اور تصاویر وغیرہ کی اشاعت کرا سکیں۔ ان صحافیوں اور فوٹوگرافروں کی تعداد پندرہ سو سے زیادہ تھی۔ دنیا بھر کے لاکھوں افراد ہر لمحہ اخبارات اور ٹی۔ وی کے ذریعہ اس میں گہری دلچسپی لے رہے تھے۔ کیونکہ ساری دنیا کے لئے یہ اہم کانفرنس ہے۔ اس کے اثرات دنیا کے کروڑوں افراد پر پڑیں گے۔ ایک ایسی دنیا کی تعمیر جہاں فکر کا انداز نیا ہو گا۔ کشیدگی اور سرکشی سے آزاد فکر، جارحیت اور دوسروں پر قبضہ کے تصورات سے پاک طریق کار جہاں نہ کوئی فاتح ہے۔ اور نہ کوئی مفتوح، نہ کوئی غالب اور نہ کوئی مغلوب بلکہ سب تعاون اور ایک دوسرے پر انحصار کے رشتے میں منسلک ہوں۔ بقاء اور سلامتی کا راستہ یہی ہو گا یہ ہی راستہ یورپ کے لئے بھی مفید ہے۔ یہ ہی راستہ افریقہ کے لئے بھی فائدہ مند ہے۔ اور اس راستہ پر چلنے سے ایشیا بھی سلامتی اور بقاء کا فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

عالمی امن کونسل کی طرف سے یورپی سلامتی

کانفرنس کے فیصلوں پر عملدرآمد کا مطالبہ

ماسکو۔ یورپ کی سلامتی اور تعاون سے متعلق ہلسنکی میں ہونے والی کانفرنس میں جن اصولوں اور فیصلوں کی منظوری دی گئی ہے عالمی امن کونسل کی صدارتی کمیٹی کے بیورو نے ان کا خیر مقدم کیا ہے۔ ہلسنکی میں شائع ہونے والے ایک بیان میں بیورو نے کہا ہے۔ کہ کانفرنس کے آخری اقدام سے برّ اعظم یورپ کی تاریخ میں ایک نئی مثال قائم ہوئی ہے۔ ہلسنکی میں گذرے ہوئے تین دن ایک غیر معمولی واقعہ ہیں۔ عالمی امن کونسل

خان ناہید نواز کے قلم سے

جمعیۃ علماء اسلام

اور:

ہزاروی گروپ کی قوت کا جائزہ

گذشتہ ہفتے قائدِ جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہٗ بغرض علاج لاہور میں قیام پذیر تھے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے سیاسی، سماجی، ادبی اور جماعتی احباب آپ کی مزاج پرسی و ملاقات کے لیے آتے رہے۔ اس دوران صحافت کی دنیا سے تعلق رکھنے والے حضرات کا بھی تانتا بندھا رہا۔ جن میں سے "انٹرنیشنل جنگ" اور ہفت روزہ "لیل و نہار" کے نمائندے قابلِ ذکر ہیں۔ "انٹرنیشنل جنگ" اور "لیل و نہار" کے نمائندوں نے مختلف اوقات میں حضرت مفتی صاحب کے انٹرویوز قلمبند کیے۔

لیل و نہار میں حضرت مفتی صاحب کا انٹرویو قارئین کی نظر سے گذرا ہو گا۔ ہم "لیل و نہار" کی مجلسِ ادارت کے رکن خان ناہید نواز کا وہ تبصرہ شکریہ کے ساتھ "ترجمان اسلام" میں نقل کر رہے ہیں جو انہوں نے جمعیۃ علماء اسلام اور دیگر سیاسی جماعتوں کا موازنہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ محترم تبصرہ نگار نے گو مجموعی طور پر حقائق و واقعات سے نقاب کشائی کی ہے، لیکن ہزاروی گروپ کے مقابلے میں جمعیۃ علماء اسلام کو مفتی گروپ کہنا ہمارے نزدیک کم سے کم الفاظ میں تسامح اور تساہل ہے۔ بہتر ہوتا کہ فاضل تبصرہ نگار مفتی اور ہزاروی گروپ کی بجائے "جمعیۃ علماء اسلام اور ہزاروی گروپ" عنوان قائم کرتے۔

جمعیۃ علماء اسلام کسی گروہ یا گروپ کا نام نہیں، بلکہ وہ ایک ملک گیر سیاسی فورم ہے اور یہ ایسی بدیہی حقیقت ہے جس سے جمعیۃ علماء اسلام کے شدید ترین مخالفین بھی انکار کی جسارت نہیں کر سکتے۔ چند خود پسند، مشتعل طبع اور ہمہ دانی و ہمہ بینی کے مدعی افراد کا جماعتی ڈسپلن کی خلاف ورزی کے جرم میں جماعت سے اخراج و تعطل ہر دور میں ہوتا رہا ہے جو جماعتی وجود کے لیے ناگزیر و لابدی ہے ہم مفتی اور ہزاروی گروپ کی بجائے بہ ادنیٰ و جائز تصرف کے ساتھ جمعیۃ علماء اسلام اور ہزاروی قوت کا جائزہ کے عنوان سے یہ تجزیاتی تبصرہ نقل کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

پاکستان پیپلز پارٹی اور نیشنل عوامی کی قیادت میں جب اختلافات اتنی سنگین صورت اختیار کر گئے کہ مرکزی حکومت کو بلوچستان میں نیپ (اور جمعیت) کی حکومت توڑنا پڑی تو پاکستان پیپلز پارٹی نے فوری طور پر نیشنل پارٹی کی اتحادی جمعیۃ علماء اسلام کو نیشنل عوامی پارٹی سے الگ کرنے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک اتحادی کی حیثیت سے سرحد میں حکمران رہنے کی تجویز پیش کی اور مرکزی حکومت کی جانب سے باقاعدہ اعلان کیا گیا کہ مرکزی حکومت نے صرف بلوچستان کی حکومت توڑی ہے اور یہ کہ سرحد کی مفتی محمود حکومت بدستور قائم رہے گی۔ لیکن جمعیۃ علماء اسلام کے قائدین نے نیپ سے اتحاد کے خاتمہ کی راہ اختیار کرنے کی بجائے سرحد وزارت سے احتجاجاً مستعفی ہونے کو زیادہ بہتر خیال کیا مفتی محمود وزارت مرکزی حکومت کے ساتھ ملانے کی تمام کوششوں پر پانی پھیرتے ہوئے سرحد کے اقتدار سے الگ ہو گئی۔ یہ صورت حال مرکزی حکومت کے لیے انتہا پریشان کن تھی، لہٰذا مرکزی حکومت نے جمعیت کو ساتھ ملانے کی کوششوں میں ناکامی کے بعد جمعیۃ کے اندر موجود متضاد عناصر (مجموعی طور پر متضاد عناصر نہیں بلکہ چند مفاد پرست عناصر۔ ادارہ) کو مختلف ذرائع سے ساتھ ملا کر جمعیۃ میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش

کی حوصلہ افزائی شروع کردی۔ جس کے نتیجہ میں جمعیۃ کے ارکان اسمبلی کا ایک قابل ذکر گروپ (جواب ناقابلِ ذکر ہوچکا ہے) مولانا غلام غوث ہزاروی کی قیادت میں جمعیۃ سے علیحدگی اختیار کرگیا (اس گروہ نے جمعیت کی پالیسی اور فیصلوں سے انحراف کرتے ہوئے عملاً علیحدگی اختیار کی تھی۔ نتیجۃً جمعیۃ کی شوریٰ نے آئینی طور پر ان گنے چنے چند افراد کو جمعیۃ سے خارج کردیا۔) اور انہوں نے ہزاروی گروپ کے نام سے متوازی جمعیۃ علماء اسلام قائم کرلی یہ گروپ مولانا ہزاروی سمیت تین ممبرانِ قومی اسمبلی و چھ ممبرانِ صوبائی اسمبلی پر مشتمل تھا۔ جن میں سے بعد میں تین ممبرانِ صوبائی اسمبلی نے بھی ہزاروی گروپ کو ترک کردیا اور پیپلز پارٹی میں جا شریک ہوئے۔ اس طرح ہزاروی گروپ کی تعداد تین ایم۔ این۔ اے اور تین ایم۔ پی۔ اے رہ گئی جب کہ ہزاری گروپ لائل پور سے "ستتو قوال" (تبصرہ نگار نے ذاتی نام لکھا ہے ہم نے عرفی وصفاتی نام لکھدیا ہے کیونکہ اس نوع کے افراد اپنی "معروف" صفات سے پہچانے جاتے ہیں) کراچی سے مولانا اسفندیار کے علاوہ اور کسی "قابل ذکر" سیاسی کارکن کو مولانا مفتی محمود اور مولانا عبداللہ درخواستی سے (یعنی جمعیۃ علماء اسلام سے) علیحدگی اختیار کرنے پر آمادہ نہ کرسکی۔ غالباً اسی لیے آج ہزاروی گروپ کا راولپنڈی کے علاوہ جہاں کے ہزاروی گروپ کا مرکزی دفتر ہے (وہ بھی مولوی عبدالحکیم کے مدرسہ کا ایک کمرہ ہے باقاعدہ دفتر نہیں) پنجاب بھر میں، (بلکہ پاکستان بھر میں) جمعیۃ علماء اسلام کے متوازی کسی جگہ بھی کوئی دفتر نہیں۔ البتہ اتنا ضرور ہوا کہ جو لوگ بھی مولانا ہزاروی کی قیادت میں جمعیۃ علماء اسلام سے الگ ہوئے اور پیپلز پارٹی کو پنجاب اور سندھ کے علاوہ بھی مستحکم بنانے کے عمل میں شریک ہوئے۔ انہوں نے بے شمار فائدے اٹھائے اور انہیں سرحد و بلوچستان کی حکومتوں میں وزارتیں بھی ملیں لیکن جہاں تک شہروں اور دیہاتوں میں مقبولیت کا تعلق ہے وہ جمعیۃ علماء اسلام کو نصیب ہوئی جس نے جمعیۃ کا دیرینہ سامراج دشمن کردار قائم رکھا اور جاگیرداروں اور صنعت کاروں کے مفاد کی نگران نہ بنی۔ اپنے اس کردار کی بدولت ملکی سیاست میں اس کا جھکاؤ ہمیشہ بائیں بازو کی طرف رہا۔ (سامراج دشمنی اور سرمایہ دارانہ و جاگیردارانہ استحصالی نظام کے استیصال کو متداول اور عام فہم لفظوں میں بائیں بازو کی طرف جھکاؤ اور میلان کہنا زیادہ بہتر ہو تو محترم تجزیہ نگار جانیں، ورنہ جمعیۃ علماء اسلام اپنے عظیم اسلاف کی روایات کے مطابق اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی علمبردار ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام اس بات پر دل کی گہرائیوں سے یقین رکھتی ہے کہ دیگر تمام ازموں کے مقابلے میں انسانیت کش اور آدم آزار سرمایہ دارانہ نظام کا سب سے بڑا مخالف اسلام ہے) اور اپنے اس کردار کی بنا پر جمعیۃ بائیں بازو کی مذہبی (دینی) جماعت ہونے کے باوجود جماعت اسلامی کے مقابلے میں زیادہ قابلِ قبول رہی۔

مزید برآں جمعیۃ کی قیادت نے سیاسی دانائی کا ثبوت دیتے ہوئے کسی مذہبی پس منظر کو لازمی قرار دیئے بغیر شہری دانشوروں، چھوٹے کسان، مالکوں اور مزارعین کے لیے اپنے دروازے کھول دیئے۔ نتیجۃً آج جمعیۃ غالباً (یقیناً) اکلوتی جماعت ہے۔ جو پنجاب اور سرحد (اور سندھ و بلوچستان) میں ایک جیسی مقبول ہے اور سرحد سے آنے والے مفتی محمود اتنے ہی پنجابی سمجھے جاتے ہیں جتنے کہ سرحد میں سرحدی۔ اور دوسری جماعتوں کے برعکس دور دراز کے دیہات تک جڑیں پھیلائے ہوئے ہیں اور غالباً (یقیناً) یہ واحد جماعت ہے جو شہر کے آزاد خیال دانشوروں کے نزدیک بھی قابل قبول ہے اور مساجد کے علماء کی اسّی فی صد سے زیادہ تعداد بھی اسی کے اراکین و ہمدرد ہیں اور قریہ قریہ اس کے دفاتر بھی ہیں اور شہر شہر مدرسے بھی جن پر کروڑوں روپیہ خرچ کیا جارہا ہے جو تمام اراکین و ہمدردوں کے چندوں سے اکٹھا کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ پاکستان کی ایسی جماعت ہے جسے بجا طور پر قومی جماعت قرار دیا جاسکتا ہے اور جو اپنے بائیں بازو کی طرف جھکاؤ، اپنی سامراج دشمنی، آزاد خیال دانشوروں، علماء، نچلے درجے کے کسانوں اور مزارعین کی نمائندہ جماعت کی حیثیت سے ملک کی آئندہ سیاست میں بھی اہم کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ جہاں تک پارلیمان کا تعلق ہے یہ جماعت آج بھی ہزاروی گروپ سے مضبوط ہے۔ قومی اسمبلی میں ہزاروی گروپ کے تین ارکان کے مقابلے میں چار ارکان اور سینیٹ کے حالیہ انتخابات میں ہزاروی گروپ کے صفر امیدوار کے مقابلہ میں دو امیدوار رکھتی ہے، البتہ صوبائی اسمبلی کے ارکان کی تعداد برابر ہے جو تمام تر مصائب میں ہیں اور سیاسی ابتلا میں ثابت قدمی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ جیسا کہ ان ابتلا اور ان مصائب سے قبل بڑھ رہے تھے۔

بقیہ دس اصول

احکامات اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پابندی کرے۔ خلافِ سنت کاموں خصوصاً فضول رسموں اور بدعات سے اجتناب کرے اور سنت کے خلاف کوئی کام نہ کرے۔

ذکرِ الٰہی

عورت کا یہ بھی فرض ہے کہ گھر میں قرآن کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث وارشادات کا تذکرہ کثرت کے ساتھ کرے تاکہ خیر و برکت کے ساتھ ساتھ اولاد کی صحیح تربیت بھی ہوتی رہے۔

رپورٹنگ —— ابو الفہیم بھٹہ بی اے

قایدِ جمعیۃ کی ایک اہم پریس کانفرنس

- اسلامی مشاورتی کونسل کے فیصلے
- انتخابات کا بائیکاٹ کیوں؟
- جنرل الیکشن اور متحدہ محاذ۔
- ربوہ میں اسلحہ، سینٹ کے انتخابات

قایدِ حزبِ اختلاف مولانا مفتی محمود نے مورخہ ۱۴/اگست ۱۹۷۵ء کو ملتان میں ایک پریس کانفرنس میں مندرج ذیل خیالات کا اظہار کیا جو نذرِ قارئین ہے۔

"سب سے پہلی بات یہ ہے کہ صوبہ بلوچستان کے عظیم رہنما جناب سردار عطاء اللہ خان مینگل ان دنوں سخت علیل ہیں۔ انہیں دل کا عارضہ ہے۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے کہ ان کا یہاں علاج ممکن نہیں۔ انہوں نے بیرونِ ملک بھیجنے کی سفارش کی ہے، لیکن حکومت انہیں یہیں رکھنے پر بضد ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ مینگل صاحب کو بغرضِ علاج ایسے ملک میں جہاں وہ چاہیں یا جہاں عارضہ دل کے لیے بہتر علاج کی سہولتیں میسر ہوں بھیجا جائے، اگر ایسا نہ کیا گیا اور سردار صاحب کو خدانخواستہ کچھ ہو گیا تو یہ قتلِ عمد سمجھا جائے گا جس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہوگی اور اس سے جو نتائج مرتب ہوں گے ان کی ذمہ دار بھی بھٹو حکومت ہوگی۔"

دینی تعلیمی ادارے

دوسری بات دینی تعلیمی اداروں سے متعلق ہے۔ یہ بات میرے نوٹس میں آئی ہے کہ محکمہ اوقاف پنجاب نے پنجاب میں دینی مدارس کو اپنی تحویل میں لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں پہلی لسٹ جو قریباً ۴۵/اہم مدارس پر مشتمل ہے، تیار کر لی گئی ہے اور بعض مدارس کو تو فیصلہ کے مطابق نوٹس بھی موصول ہو چکے ہیں۔

انگریز کا دورِ حکومت

انگریز نے برصغیر پر ڈیڑھ سو سال تک حکومت کی، اسے بھی جرارت نہ ہوئی کہ نجی تعلیمی دینی، تعلیمی اداروں پر کوئی پابندی یا قدغن لگائے، گویا جو کام انگریز نہیں کر سکا وہ ہماری "عوامی حکومت" اسلام کے لبادہ میں کرنا چاہتی ہے۔ میں متنبہ کرتا ہوں کہ یہ آسان مسئلہ نہیں۔ اس سلسلہ میں حکومت کے ہر اقدام کی مزاحمت کی جائے گی اور عوام الناس بھی اس کی مزاحمت کریں گے۔ ہم علوم دینیہ کے سلسلہ میں حکومت پر اعتماد کر سکتے ہیں اور نہ ہی ایسا اعتماد کیا جا سکتا ہے جیسا کہ ہونا چاہیے تھا۔ جب تک کہ نظام اسلامی نہ بن جائے۔ اگر نظام مکمل طور پر اسلامی بن جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں، بلکہ ہمیں خوشی ہے کہ "اسلامی حکومت" دینی تعلیمی اداروں کو اپنی تحویل میں لے لے، اسلامی تعلیم اور دینی مدارس کی ذمہ داری بھی اپنے اوپر اُٹھا لے، لیکن جب تک پورا نظام اسلام کے سانچے میں نہ ڈھل جائے اس سے پہلے صرف دینی علوم کے مدارس کو قومی تحویل میں لینے کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ جہاں سے علماء پیدا ہوتے ہیں ان اداروں کو بند کر دیا جائے یہ مداخلت فی الدّین ہے، جس کو پاکستان کے غیور مسلمان کبھی بھی برداشت نہیں کریں گے۔

اتحادِ المدارس العربیہ

اس سے پہلے بھی ایسا سوچا گیا تھا، چنانچہ اتحاد المدارس العربیہ کے نام سے ملتان میں ایک تنظیم قائم کی گئی تھی جس میں دیوبندی، بریلوی اور اہلِ حدیث مسالک کے مدارس کے مہتمم اور ذمہ دار لوگ موجود تھے۔ انہوں نے ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت کو متنبہ کیا تھا کہ اگر ایسی کوئی کوشش کی گئی تو اس کی مزاحمت کی جائے گی۔ اس وقت مذہبی امور کے وزیر جناب کوثر نیازی نے کھلے الفاظ میں تردید کی تھی کہ حکومت کا ایسا کوئی ارادہ نہیں اور نہ ایسا کیا جائے گا، لیکن آج اگر ایسا اقدام کیا گیا تو ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ حکومت کے تمام اعلانات منافقت پر مبنی ہیں۔ اِدھر یہ کہتے ہیں اور اُدھر عمل وہ، قول و فعل کے اس تضاد سے عوام کا رہا سہا اعتماد بھی مکمل طور پر اُٹھ جائے گا۔ مزاحمت کے بارے میں حکومت کو کسی قسم کی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہونا چاہیے۔ اب ایسے شدید خطرات موجود ہیں لہٰذا اس میں حکومت کے لیے بہتر راستہ

یہ ہے کہ وہ ایسا کوئی قدم اٹھانے سے گریز کرے۔

اخباری اطلاع کے مطابق اسلامی مشاورتی کونسل نے کچھ فیصلے کیے ہیں۔ مثلاً ۱۔ ربٰو یعنی سود کو ختم کیا جائے ۲۔ نظام زکوٰۃ قائم کیا جائے۔ ۳ نظام تعلیم کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے ۴ اصلاح معاشرہ اور تبلیغ کی ذمہ داری حکومت خود لے۔ ۵۔ نماز پنجگانہ کی اذان ریڈیو اور ٹی۔ وی پر نشر کی جائے۔

مشاورتی کونسل کے ارکان

پہلی بات کہ سود کو ختم کیا جائے۔ یقیناً یہ بہت بڑا اور اہم فیصلہ ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ پاکستان کے آئین میں پالیسی کے رہنما اصول کے تحت جو وعدہ کیا گیا تھا اسے پورا کرنے کے لیے قدم اٹھایا جا رہا ہے، لیکن خطرہ یہ ہے کہ یہ جو موجودہ مشاورتی کونسل کے ممبر ہیں ان میں کوئی معتمد عالم دین اور جید قسم کا فقیہ موجود نہیں مجھے تو یہ احساس ہوتا ہے اور خطرہ ہے کہ یہ لوگ ربٰو کی تعریف ہی کو نہیں جانتے۔ ربٰو کیا ہے؟ سود کیا ہوتا ہے یہ واقعہ ہے اور صحیح ہے۔ میں کسی پر کسی قسم کا الزام و اتہام نہیں لگاتا۔ سود کی اقسام، شروط اور کاروبار کے کن کن حصوں میں کہاں کہاں سے سود آتا ہے اور کہاں کہاں سے کیسے کیسے ختم کیا جا سکتا ہے۔ یہ جاننا بڑا اہم ہے۔ بینکنگ سسٹم کو نئے — بالکل نئے — سرے سے استوار کرنا ہوگا اس وقت تک بینکنگ سسٹم سود کی بنیاد پر قائم ہے۔ پورے بنک کے نظام کو تبدیل کیا جائے اس کے لیے لیپا پوتی کرکے یوں کام کیا گیا تو فی الواقع وہ نظام پھر بھی سود ہی کا ہوگا جس پر لیبل اسلام کا لگا دیا جاتے اور یہ پاکستان میں عام رواج ہے ۲۸ سال سے یہی کچھ ہوتا چلا آ رہا ہے۔ یہ لوگ ہر بات جو ان کا نفس چاہتا ہے کرتے ہیں، لیکن اپنی نفسانی خواہشات پر اسلام کا لیبل چسپاں اور سائن بورڈ آویزاں کر دیتے ہیں سودی نظام کے خاتمہ کے لیے ضروری ہے کہ ملک کے جید وفقیہ النفس علماء کا تعاون حاصل کیا جائے اس وقت اسلامی مشاورتی کونسل میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو مدرس ہو۔ سود کے متعلق کچھ جانتا ہو۔ اگر یہ ممکن نہیں اور ضرورت ہو تو دیگر اسلامی ممالک یا غیر ممالک کے مسلمان جید علماء کو دعوۃ دی جائے تاکہ صحیح طور پر ملک میں غیر سودی بنیادوں پر نظام کاروبار استوار کیا جائے۔

مانعین زکوٰۃ

جہاں تک زکوٰۃ کا نظام جاری کرنا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جو حکومت نظام زکوٰۃ کو نافذ کرے، زکوٰۃ وصول کرے، پہلے اس کی ساری مشینری اسلامی ہو، پھر زکوٰۃ کے مصارف اور ان مدات کا تعین کیا جائے۔ قرآن میں زکوٰۃ کے آٹھ مدات بتائے گئے ہیں۔ پھر مصارف زکوٰۃ میں یتامی، فقراء مساکین ..... چنانچہ جب تک ہماری حکومت یہ آٹھ مدات واضح طور پر متعین نہ کرے اور پھر جو رقم ان مدات سے آتی ہے اسے اسی طرح خرچ نہ کرے جیسے قرآن نے حکم دیا تو یہ عبادت کو تباہ کرنا ہے۔ اس طرح پاکستان کے مسلمان عوام اپنی عبادت کو تباہ کرنے کو تیار نہیں پہلے ہمیں یہ یقین دلاؤ کہ زکوٰۃ کی رقم صحیح مصرف پر خرچ ہوگی، اس کے مدات بن چکے ہوں۔ اس کے بغیر کس طرح لوگ اپنی عبادت کو تباہ کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں؟ اس پر انتہائی گڑبڑ ہوگی۔ یہ عبادت کا مسئلہ ہے (TAXE) نہیں ہے۔ یہ عبادت ہے اور صاف ظاہر ہے کہ ٹیکس وصول کرنے کے اور طریقے ہوتے ہیں اور عبادت کے اور۔ اس کے بغیر کوئی قدم اٹھایا گیا تو ناکام ہوگی، اور اگر یہ زبردستی وصول کی گئی تو یہ زکوٰۃ نہ ہوگی، زکوٰۃ وہ ہے جو اپنی مرضی سے دی جائے جو زبردستی لی جائے گی وہ زکوٰۃ نہ ہوگی۔ زکوٰۃ ایک عبادت ہے جو اپنے اختیار سے دی جاتی ہے اور کسی سے اگر کسی قسم کی زبردستی کی جائے تو یہ زکوٰۃ شمار نہیں ہوتی۔

اس سلسلہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا:

اولاً حضرت ابوبکرؓ نے زکوٰۃ نہ دینے پر والوں پر جو سختی کی وہ اس لیے کہ انہوں نے (مانعین زکوٰۃ) نے سرے سے زکوٰۃ ہی کا انکار کر دیا تھا یعنی وہ منکرین زکوٰۃ تھے۔

ثانیاً۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا نظام اسلامی اصولوں پر قائم تھا۔ نظام شریعۃ مکمل طور پر برپا تھا، لہٰذا اس وقت اگر کوئی شخص زکوٰۃ ادا نہ کرتا تو اس کا مطلب تھا کہ وہ زکوٰۃ ادا ہی نہیں کرنا چاہتا، لیکن اب تو لوگ اپنے طور پر ہی سہی دیتے تو ہیں۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب امام مظلوم حضرت عثمانؓ نے یہ محسوس کیا کہ "ہمارے لیے اتنا مال اور روپیہ اکٹھا کرنا ہو جائے گا تو انہوں نے کچھ فرق کر لیا کہ اموال باطنہ کی زکوٰۃ ہم وصول نہیں کریں گے۔ یعنی روپے، نقدی، زیورات جو گھر میں خود آدمی سنبھالتا ہے اس کی نگرانی حکومت نہیں کرے گی، لوگ خود کریں گے لیکن اموال ظاہرہ مثلاً بھیڑ بکری، اونٹ وغیرہ کی حکومت نگرانی کرے گی۔ اب لوگ زکوٰۃ تو ادا کر رہے ہیں اپنے طور پر ہی سہی۔ حکومت کو جب دیں گے جب لوگوں کو اعتماد ہو جائے گا کہ ہماری حکومت صدیق اکبرؓ کی سی ہے۔

محکمۂ اوقاف کا اعلان

حضرت مفتی صاحب نے مزید فرمایا:

پچھلے دنوں جناب کوثر نیازی صاحب کے محکمہ کی طرف سے اعلان ہوا کہ اوقاف کے تین صد علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم سیلاب کے امدادی کاموں میں استعمال کی

جا سکتی ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے مجھے اس سے اختلاف ہے۔ زکوٰۃ کی رقم امدادی کاموں میں صرف نہیں ہو سکتی۔ زکوٰۃ کی رقم اگر سیلاب زدہ محتاجوں کو دی جائے تو انہیں تملیک کی جائے یا انہیں کپڑا دیا جائے یا دوائی دی جائے غرض جو چیز ان کو دی جاتی ہے وہ زکوٰۃ میں لگ سکتی ہے، لیکن روڈ ٹرانسپورٹ کے اخراجات یا خیموں کا خرچ یا فرنیچر کا خرچ یا ملازمین جو شب و روز، دن رات وہاں کام کر رہے ہیں ان پہ زکوٰۃ خرچ نہیں کی جا سکتی اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ امدادی کاموں پہ خرچ کی جائے تو کام تو یہ بھی ہیں خیمے اور کیمپ لگانے کے اخراجات، ٹرانسپورٹ کے اخراجات اور کام کرنے والے ملازمین کی تنخوا اور کرائے کے فرنیچر وغیرہ گویا زکوٰۃ میں صرف وہ چیز خرچ ہو گی جو سیلاب زدہ آدمی کے ہاتھ میں کپڑا رقم و نقدی، اجناس اور دوائی وغیرہ کی شکل میں دی جائے گی اس کے علاوہ زکوٰۃ خرچ نہیں ہو سکتی۔ اس قسم کے فتاویٰ سے ان اوقافی مولویوں کی واقفیتِ دین کے متعلق اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ مسئلے کو جانتے ہی نہیں۔

نظام تعلیم کی اہمیت

نظامِ تعلیم کو اسلامی سانچے ڈھالنے کی بات خوش آئند ہے، کیونکہ نظامِ تعلیم کی اہمیت سب پر واضح ہے، لیکن سابقہ تجربات کچھ حوصلہ افزا نہیں۔ خدا بیزار دانشوروں اور سرمایہ پرستانہ ذہنیت رکھنے والے نام نہاد ماہرینِ تعلیم سے خداشناس اور رسول ﷺ و صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت پیدا کرنے والے نظامِ تعلیم کی امید رکھنا خوش فہمی سے زیادہ نہیں اور خاص کر ایسی حکومت سے جو خود مغربی نظام تعلیم کی پیداوار ہے۔ تاہم اگر اس سلسلہ میں اسلام کا گہرا مطالعہ رکھنے والوں اور جدید و قدیم پر عمیق نظر رکھنے والوں کے تعاون سے نظامِ تعلیم و تربیت رائج کیا جائے تو یہ حوصلہ افزا اور اچھے نتائج سے بھرپور ہو سکتا ہے۔

تبلیغ و اصلاح معاشرہ

اگلا مسئلہ ہے تبلیغ و اصلاح معاشرہ کا۔

اس سلسلہ میں مفتی صاحب نے فرمایا:

مَیں تو یہ کہوں گا کہ اصلاح معاشرہ کا کام ہے اور یقیناً بڑا اچھا کام ہے، لیکن ہماری حکومت اس کی ابتدا خود اپنے محکموں کی اصلاح سے کرے۔ تمام محکموں میں رشوت ہے، خورد برد ہے، بے تمیزی ہے کوئی ملازم اپنے وقت پر کام نہیں کرتا، کام چور ہیں سارے کام نہیں کرتے، ذاتی مفادات میں گرفتار ہیں۔ یقیناً معاشرہ کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے لہٰذا بسم اللہ کیجیے اور اپنے محکموں کی اخلاقی تطہیر کی طرف قدم بڑھائیے۔ ہمارا تعاون آپ کے ساتھ ہو گا۔ بشرطیکہ اس تطہیر میں سیاست کا عمل دخل نہ ہو اور ذاتی پسند و ناپسند معیار نہ ٹھہرے۔

ریڈیو اور ٹی وی پر اذان

اسلامک ایڈوائزری کونسل نے آخری تجویز یہ پیش کی کہ ریڈیو اور ٹی۔وی پر اذان نشر کی جائے۔ ان کا خیال یہ ہے کہ جب اذان دی جائے گی تو لوگوں میں اتحاد قائم ہو جائے گا۔ ثانیاً۔ غالباً عرب ممالک خصوصاً سعودی عرب کی تقلید ہو جائے گی۔ عجیب لوگ ہیں — بے وقوف قسم کے۔ اس رائے سے "اسلامی مشاورتی کونسل" کی علمیت کا بھانڈہ بیچ چوراہے کے پھوٹ جاتا ہے۔ انہیں پتہ ہی نہیں کہ اذان تو اوقات نماز کے لیے دی جاتی ہے۔ اوقاتِ نماز کا تعلق ہے طلوع آفتاب و غروب آفتاب سے، اور طلوع و غروب ہر جگہ کا اپنا اپنا ہے مثلاً لاہور میں مغرب کی اذان ہو گئی اور ریڈیو سٹیشن نے نشر کر دی اور یہاں (ملتان میں) نہیں ہوئی تو ہم کیسے روزہ کھولیں گے۔ ریڈیو اسٹیشن لاہور نے اذان دے دی اور ملتان اور لاہور میں آٹھ دس منٹ کا فرق ہے۔ اسی طرح ہر جگہ فرق ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں اور زیادہ ہے۔ آگے چلیے لورالائی اور کوئٹہ میں آدھ آدھ پون گھنٹہ کا فرق پڑ جاتا ہے کراچی اور دیگر مقام میں بھی اوقاتِ مطالع و مغارب کا فرق ہے۔ دیکھیے اتنا فرق ہے طلوع و غروب کا، اور اگر ریڈیو سٹیشن سے اذان نشر کریں گے تو اس سے کھلبلی مچ جائے گی کہ یہاں کے لوگ نماز پڑھنا شروع کر دیں اور سورج غروب نہ ہو۔ وہاں (لاہور میں) سحری کے بعد اذان ہو گئی اور یہاں نماز پڑھنا شروع کر دیں گے۔ اس حقیقت کے باوجود سحری کا وقت ختم ہی نہیں ہوا۔ افطار کر لیں گے تو روزہ خراب کر لیں گے جب کہ وقت ہوا ہی نہیں۔ وہ سحری کھاتے رہیں گے کہ ابھی ان کی اذان نہیں ہوئی ہو گی اور ان کا وقت ختم ہو چکا ہو گا۔ یہ عجیب مصیبت ہو گی، کیسا بے وقوفانہ اور احمقانہ فیصلہ ہے۔ اس سے اتحاد ہو گا یا انتشار پیدا ہو گا؟ انتشار پیدا کرنا ہے تو یہ اور بات ہے۔ شاید حکومت یہی چاہتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس طرح ایسی کھلبلی مچ جائے گی کہ اس کا سدباب مشکل ہو جائے گا اور روزہ و نماز کا مسئلہ الگ خراب ہو جائے گا۔ یہ مسئلہ اس سے پہلے بھی کئی دفعہ زیر بحث آیا لیکن ہم نے ہمیشہ اختلاف کیا کہ اس سے مسئلہ اور خراب ہو جائے گا کہ ہر ایک طلوع و غروب علیحدہ علیحدہ ہے۔ باقی رہی سعودی عربیہ کی مثال۔ وہاں مکہ ریڈیو اگر اذان دیتا ہے تو وہ صرف مکہ کے لیے ہوتی ہے۔ تمام لوگوں کو علم ہوتا ہے جب کہ پاکستان میں ایسا ناممکن ہے۔ یہاں کی کثیر آبادی دیہاتوں میں ہے جہاں ہمیشہ غلط فہمی کا امکان ہی نہیں یقین ہے آخر ایک متفقہ مسئلہ کو نشری اذان کے ذریعہ متنازعہ کیوں بنانا چاہتے ہیں؟

ٹرسٹ کے اخبارات

مفتی صاحب نے ٹرسٹ کے اخبارات کی اس خبر کو لغو قرار دیا کہ انتخابت کے مسئلہ پر نورانی میاں اور جماعت اسلامی کے کسی رکن کے درمیان تو تو میں میں ہوئی۔ انہوں نے اس خبر کو من گھڑت قرار دیتے ہوئے کہا کہ میں خود ابتدا سے اخیر تک اجلاس میں شریک رہا۔ یہاں تک کہ نورانی میاں ۳½ بجے کی فلائٹ پر ملتان روانہ ہوگئے۔ انہوں نے کہا کہ محاذ نے متفقہ فیصلہ کیا آئندہ کسی ضمنی انتخاب میں حصہ نہ لیا جائے گا اور ایسا فیصلہ کرنے میں محاذ کے پاس گراونڈز موجود ہیں۔ مثلاً۔

جمہوریت کا مستقبل

اولاً: پاکستان میں اس وقت جمہوریت ڈانواں ڈول ہے۔ ایک آدھ سیٹ پر اگر محاذ جیت بھی جائے (جس کا امکان بہت کم ہے، حکومت کی مداخلت کی وجہ سے) تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ جیتنا نہ جیتنا برابر ہے۔ سرحد و بلوچستان میں پیپلز پارٹی نہیں جیتی تھی ۱۹۷۰ء میں سرحد میں پیپلز پارٹی کی ۴۲ میں سے تین اور بلوچستان میں ۲۱ میں سے کوئی بھی نشست نہیں تھی لیکن اب سرحد و بلوچستان میں بالترتیب ۲۵ اور ۱۵ ارکان ہیں اور آئندہ انڈیپنڈنٹ گورنمنٹ تشکیل دینے کے دعوے کیے جا رہے ہیں۔

ثانیاً: حکومت فیئر الیکشن کے ذریعہ کہیں کہیں انتخاب جتوانے کی پالیسی پر بھی عمل کرلیتی ہے۔ جیسے کہ حیدرآباد کے الیکشن میں حکومت پہلے ہی یہ انتخاب محاذ کو دینے کے حکم نامے جاری کرچکی تھی۔ مطلب بیرونی دنیا کو دھوکا دینا تھا۔

ثالثاً: ہم پہلے انتخاب میں حصہ لیں اور بعد میں گورنمنٹ پر دھاندلیوں کا الزام لگائیں تو حقیقت کے باوجود کوئی ہماری بات کو لفٹ نہیں دے گا۔ کہا جائے گا کہ جب دھاندلیوں کی امید تھی تو الیکشن میں کیوں حصہ لیا؟

رابعاً: لائل پور اور گجرات کے انتخاب اور آزاد کشمیر کے انتخابات میں وسیع پیمانے پر دھاندلیاں، سرکاری گاڑیوں اور سرکاری مولویوں کا استعمال (جہاں تک ان کے گلوں نے ان کا ساتھ دیا) پہلے سے بلیٹ بکسوں کا بھر جانا اور اور ڈپٹی کمشنر صاحب سردار قیوم کو آزاد کشمیر میں داخلہ پر پابندی کا حکم نامہ ملنا دغیرہ وغیرہ۔

مندرجہ بالا ایسے حقائق ہیں جن کی بنیاد پر محاذ نے انتخابات کا کلّی بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا اور اگر محاذ ایسا نہ کرتا تو یہ گویا حکومت کے اس تاثر کو بین الاقوامی طور پر صحیح قرار دینا تھا کہ وہاں جمہوریت بحال ہے۔ اپوزیشن ضمنی انتخابات میں باقاعدہ حصہ لے رہی اور کچھ سیٹوں پر جیت بھی رہی ہے۔'

انہوں نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: ایسے غلط انتخابات کا توڑ رائے عامہ ہیں اور رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے محاذ جدوجہد کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں محاذ کے وسائل اور مشکلات بہرحال حکومت کے مقابلے میں نظر میں رکھنے چاہئیں۔

انتخابات کا بائیکاٹ

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے اعتراف کیا کہ نورانی میاں کو ہم نے مشورہ دیا تھا کہ وہ سینٹ کے انتخاب لڑنے کی بجائے قومی اسمبلی کے ممبر ہی رہیں، لیکن انہوں نے ہمارا یہ مشورہ قبول نہ کیا۔ بہرحال اس وقت انتخابات کے بائیکاٹ کا فیصلہ نہیں ہوا تھا اور انہیں انتخاب میں حصہ لینے کا حق تھا، لیکن اب محاذ کا کوئی رکن انتخاب نہیں لڑے گا۔ اس سلسلہ میں جب ان کی توجہ جمعیتہ علماء پاکستان کے ناظم اطلاعات جناب ظہور الحسن بھوپالی کے بیان کی طرف مبذول کرائی گئی تو مفتی صاحب نے کہا کہ یہ نورانی صاحب سے پوچھیے۔

بہرحال یہ محاذ کا فیصلہ ہے جس پر تمام جماعتیں کاربند رہنے کی پابند ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بیان کسی غلط فہمی کی وجہ سے یا توڑ مروڑ کر شائع کیا گیا ہو۔

غیر جانب دارانہ الیکشن

مفتی صاحب نے بھٹو صاحب کے ڈیڑھ سال کے بعد مژدہ انتخابات سنانے کا خیر مقدم کیا۔ تاہم انہوں نے گورنمنٹ کی سابقہ روایات کی بنا پر خدشہ ظاہر کیا ہے کہ "روایتی جھرلو" کا استعمال نہ کیا جائے۔ یہ الیکشن فری اینڈ فیئر ہونے چاہئیں۔ ایف۔ ایس۔ ایف۔ یعنی فی سبیل اللہ فساد فورس۔ (جو ہٹلر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بنائی گئی ہے) کی فوج ظفر موج کا استعمال نہ کیا جائے۔ بیلٹ بکس کا تقدس پامال نہ کیا جائے، ورنہ یہ انتخابات ڈھونگ ہوں گے جو پاکستان میں اپنی روایت کے مطابق رچایا جائے گا۔ انہوں نے جنرل الیکشن کے منصفانہ کرانے کے لیے دو تجاویز پیش کیں۔

۱۔ تمام پارٹیوں کو برابری کی بنیاد پر نمائندگی دیتے ہوئے الیکشن سے کم از کم چھ ماہ پہلے نیشنل گورنمنٹ تشکیل دی جائے یا آئین میں ترمیم کرکے حکومت سپریم کورٹ کی سربراہی میں دی جائے جس کی نگرانی میں انتخابات منعقد ہوں۔

باقی ص ۱۹ پر

اسلامی تاریخ کا آخری دور

بعض اسلامی اصطلاحات کا حقیقی مفہوم

ڈاکٹر محمود بن الشریف ——— ترجمہ: حافظ مقصود احمد

حقیقت یہ ہے کہ دین حنیفی میں بعض الفاظ ومحاورات مثلاً قضاء وقدر، زہد، عبادت اور ولایت کا ایک خاص مفہوم ہے۔ اور ان کا تعین خود شارع علیہ السلام نے کر دیا ہے۔ اور وضاحت سے ان کی تفسیر بیان فرما دی ہے لیکن ان تمام وضاحتوں کے باوجود بعض لوگوں کے نزدیک اب بھی یہ شعائر مبہم ہیں۔ اور ان کی ذہنی ورزش کی جولانگاہ بنے ہوئے ہیں، وہ لوگ ان کو من مانے معنی پہنا کر لوگوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔

اللہ سبحانہ، تعالیٰ نے مسبّبات واسباب کا ربط قائم کر رکھا ہے۔ چنانچہ بارش کا نزول ہوتا ہے تو اس سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے اور پھلوں پھولوں اور دیگر نباتات سے لہلہا اٹھتی ہے۔ اگر بارش نہ ہوتی تو زمین مردہ پڑی رہتی۔ یہ سب کچھ اسباب کے تحت ہو رہا ہے اسی لئے اسلام نے اسباب کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ جب یہ نتیجہ کا دارومدار عمل پر موقوف ہے۔ تو پرندے بھی رزق حاصل کرتے ہیں۔ لیکن اپنے گھونسلوں میں بیٹھے بیٹھے نہیں بلکہ وہ بھی باہر نکل کر جدوجہد کرتے ہیں، جو رزق ان کے لئے مقسوم ہوتا ہے وہ ان کو پہنچ جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وقل اعملوا ان کو کہہ دو کہ عمل کرو۔۔۔)

لوگوں میں ایک ایسا طبقہ نمودار ہوا۔ جو یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اسباب ومسبّبات کا ربط اس عقیدہ کا متعارض ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ رزاق ہیں۔ اس بناء پر وہ یہ فتویٰ دیتے ہیں۔ کہ اسباب کو اختیار کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ وہ لوگوں کو بیٹھے رہنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اس بے کاری کو وہ توکل کا نام دیتے ہیں۔ حالانکہ توکل کی حقیقت یہ نہیں ہے۔

ان لوگوں کا توکل کے بارے میں یہ عقیدہ کتاب وسنت کے صریحاً مخالف ہے۔ قرآن پاک میں متعدد آیات میں مقدمات ونتائج کا ربط بیان فرمایا گیا ہے۔ مثلاً بارش سے نباتات کا اگنا اور ہواؤں سے بادلوں کا چلنا (واللہ الذی ارسل الریاح فتثیر سحابا فسقناہ الی بلد میت فاحیینا بہ الارض بعد موتہا۔ سورہ فاطر۔ حدیث شریف میں ہے۔ (ان اللہ انزل لکل داء دواء۔۔۔ فاذا اصاب الدواء الداء برا باذن اللہ۔۔۔ یا عباد اللہ الا فتداووا)

قرآن پاک میں یہ حکم ہے۔ کہ نتائج کے حصول کے لئے اسباب کو اختیار کیا جائے۔ جنگ کی صورت میں دشمن کو خوفزدہ کرنے کے لئے بھی اسلحہ اور افرادی قوت کو مجتمع کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد بھی بغیر اسلحہ کے نہیں آتی اور غلبہ بغیر قوت کے حاصل نہیں ہو پاتا۔ جنگ کی حالت میں کمال احتیاط اور اسلحہ کی حفاظت کا حکم قرآن [illegible] صلاۃ خوف کے

بارہ میں حکم ہے۔ (واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ فلتقم طائفۃ منہم معک ولیاخذوا اسلحتہم فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم ولتات طائفۃ اخری لم یصلوا فلیصلوا معک ولیاخذوا حذرہم واسلحتہم ود الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم وامتعتکم فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ)

چنانچہ توکل علی اللہ عمل کے منافی نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہت سی آیات میں توکل کا حکم کرنے سے پہلے عمل کا حکم فرمایا ہے۔ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا (وشاورہم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین ○ یہ حکم بالکل اسی طرح ہے جس طرح تبلیغ رسالت کے بارہ میں پہلے آپ کو دعوت الی اللہ اور اس کے بارہ میں تمام مشقتیں برداشت کرنے کا حکم فرما کر توکل کا حکم ہوتا ہے۔ (وانذر عشیرتک الاقربین واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین فان عصوک فقل انی بری مما تعملون وتوکل علی العزیز الرحیم) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تو اونٹ کے مالک کو فرمایا تھا۔ (اعقلہا وتوکل) پہلے اس کو کھونٹے سے باندھو پھر اللہ پر توکل کرو

قضاء و قدر کا مفہوم

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے ازل سے ہی یہ ایک چیز کے بارہ میں حکم فرمادیا۔ اور ہر چیز کی مقدار معینؔ فرمادی۔ اس کے حکم کے آگے کسی کو چوں وچرا کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ اس کی قدر پر ایمان رکھیں۔ اور اس کی قضاء پر راضی رہیں۔ یہ قدر یا اندازہ صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ یہ ان امور غیبیہ میں سے ہے۔ جس کا علم سوائے اس کی ذات کے اور کسی کو نہیں۔ پس ہم پر صرف عمل فرض ہے نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا نفاذ اپنے ارادے اور مشیت سے کرتا ہے۔

لیکن عامۃ المسلمین اس قضاء القدر کے مفہوم میں غلطی کھارہے ہیں۔ وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ جب روز ازل سے ہی اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی قسمت لکھ دی ہے۔ تو ہمیں اس کو تسلیم کرتے ہوئے اللہ کی قضاء قدر کا انتظار کرنا چاہیئے۔ جب رزق مقدر ہے، تو کمانے اور عمل کرنے کی بھی ضرورت نہیں،

بے شک اس قسم کا عقیدہ صریحًا خطا اور فہم سقیم کی پیداوار ہے۔ اگر قضاء قدر پر ایمان کے معنی ہی ہوتے کہ خاموش رہو۔ کوشش مت کرو۔ اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہو تو کوئی شخص کسی قسم کی کوشش نہ کرتا، نہ کوئی شخص تجارت کرتا۔ داعی، دین کی دعوت دینے کی بجائے گھر میں بیٹھے رہتے۔ کوئی نبیؑ یا رسول اللہ کے نام کی دعوت کے لئے تکلیفیں نہ اٹھاتا۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قوم کو شرک، کفر، اور گمراہی و فساد میں مبتلاء دیکھ کر خاموش بیٹھے رہتے۔ جب قوم کی قسمت میں گمراہی لکھی تھی تو پھر ان کو تبلیغ یا سمجھانا چہ معنی دارد؟

اگر قضاء قدر کا مفہوم سکوت، بیٹھے رہنا عمل [illegible] اجتناب اور صرف مان لینا ہی ہو تو قرآن پاک اس دعوۃ کا حکم نہ دیتا۔ جو بنی نوع انسان بلکہ کائنات کی حیات کا باعث ہے مثلاً (ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر) اور (ان اللہ لا یغیر مابقوم حتی یغیروا ما بانفسھم)

ایک تو مستحسن تغیر و تبدل کی دعوت دیتا ہے۔ اور عدل و انصاف کے قیام اور منکرات کے لئے کوشش کرنے کا حکم فرماتا ہے۔

زہد کا مفہوم

اسلام کی اصطلاح میں زہد کا مفہوم تو یہ ہے۔ کہ کسی چیز پر قدرت رکھتے ہوئے اس سے باز رہے۔ یعنی چیز کا مالک ہو کر بھی اس کے استعمال سے اجتناب کیا جائے۔ مثلاً تیرے پاس اس دنیا کی تمام آسائشیں مال، شہرت، اور آرام و راحت موجود ہیں۔ لیکن ان سب کے باوجود اگر تو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جائے۔ جو تیرے پاس ہے اس کو اللہ کی راہ میں ایثار کردے، آرام و آسائش کی چیزوں کو چھوڑ کر آخرت کی طرف متوجہ ہونا زہد کہلاتا ہے۔

لیکن اسلامی تاریخ کی مابعد کی صدیوں میں زہد کا مفہوم یہ لیا جانے لگا۔ کہ دنیا کو بالکلیہ ترک کر دیا جائے۔ صرف عبادت کی جائے۔ رہبانیت کو اپنایا جائے۔ فقر کا جامہ اوڑھا جائے۔ اور دنیا کو صرف عبادت کے لئے فارغ ہونے کی طرف بلایا جائے۔ شاید یہ نظریہ اسلام میں ان مسلمانوں کی وجہ سے داخل ہوا۔ جو بودھ مت یا ہندومت سے اسلام میں داخل ہوئے۔ اسلام کے محاسن کو تو نہ سمجھے نہ اپنایا۔ لیکن سابقہ عقائد و اطوار سے اسی طرح چمٹے رہے۔

اسلام کو تو عمل کی دعوت دیتا ہے (وقل عملوا کہہ دو عمل کرو) اور عمل صالح کو ایمان کے ہم معنی قرار دیا؟ (ان الذین امنوا و عملوا الصالحات) اسلام مسلمانوں کو علمی، زرعی اور اقتصادی میدان میں عمل کی رغبت دلاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (ما من مسلم یزرع زرعا او یغرس غرسا فیأکل منہ انسان او دابۃ او طیرا او کان لہ بہ صدقۃ)

اگر کوئی مسلمان فصل بوئے یا درخت لگائے پھر اس میں سے انسان، جانور، چرند، پرند کھائیں تو یہ بھی اسی کی طرف سے صدقہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہاں تک فرمایا کہ قیامت کا صور بھی پھونکا جائے اور کسی کے ہاتھ میں کوئی پودا ہو جو وہ لگا رہا ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ پودا زمین میں لگا دے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ (ان تسعۃ اعشار رزقکم فی التجارۃ تمہارا نوے فیصد رزق تجارت میں ہے۔

عبادت کا مفہوم

اللہ کے دربار میں عجز و عاجزی کا اظہار عبادت ہے۔ عبادت یہ ہے کہ اس کے احکام کی اطاعت کی جائے اس کی کمال عنایتوں کی وجہ سے اس ذات سے محبت کی جائے۔ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی راہ میں تکالیف کو خندہ پیشانی سے قبول کیا جائے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کیا جائے۔ اور غیر خدا کی غلامی سے ہٹا کر لوگوں کو ایک ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کے آگے جھکا دیا جائے۔ یہ تو ہے اسلام میں عبادت کا مفہوم!

لیکن فساد عقیدہ کی بناء پر عبادت کا حصر اس بات میں کر لیا گیا۔ کہ شرعی تکلیفیں مثلاً نماز روزہ ادا کر لی جائیں۔ اور دیگر امور جہاد، امر بالمعروف نہی عن المنکر۔ استعمار سے جنگ، ظلم کا استیصال، اور مسلمانوں کے معاملات کا فیصلہ یہ تمام باتیں ان لوگوں کی نظروں میں فضول محض ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت باز رکھنے کا باعث ہیں۔ ان لوگوں نے تقویٰ کا مفہوم صرف عبادت کی ادائیگی سمجھ لیا۔ ان لوگوں کے نزدیک متقی وہ ہے جو نماز روزہ حج اور عمرہ کر چکا ہو۔ باقی امور سے یہ لوگ چشم پوشی کرتے ہیں۔ اور ان کی عبادت کے ضمن میں ہیچ سمجھتے ہیں۔

یہ سب سوئے فہم اور تنگ نظری کا نتیجہ ہے

عبادات کا محدود تصور ان کے فساد عقل کا مظہر ہے۔ عبادت کا مطلب تو ایمان باللہ، اس کے احکام کو ماننا، ظلم و طغیان اور نفس کے خلاف جہاد اور بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے کوشش کرنا ہے۔ لیکن غلط انداز فکر کا نتیجہ یہ ہوا کہ عزلت نشینی کو عبادت سمجھ لیا گیا۔ اور نظام اسلامی کے باقی اجزاء کو معطل قرار دے کر سیاسی، اجتماعی، اور اخلاقی میدانوں میں ضعف کا باعث بنے۔

ولدیت کا مفہوم

(اللہ ولی الذین آمنو) اللہ کے ولی وہ ہیں جو اللہ کے مددگار اور اس کو چاہنے والے ہیں۔ اللہ کے ولی وہ ہیں جو عقیدہ اسلام اور اس شریعت کی مدافعت کرتے ہیں۔ بدعت و منکرات کے خلاف جہاد کرتے ہیں۔ اسلام کی کھیتی کی تطہیر کرتے ہیں اس میں شرک و بدعات کی جڑ اکھاڑ پھینکتے ہیں۔ قرآن مجید اور سنت نبویہ میں جہاں کہیں ولدیت کا لفظ آیا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ولی اللہ کا مددگار اور کلمہ (لا الٰہ الا اللہ) کا عملی نفاذ کرنے والا ہوتا ہے۔

لیکن اور الفاظ کی طرح اس کا مفہوم بھی بگاڑ لیا گیا۔ متاخرین نے ولدیت کا معنی مراد سے بالکل الٹ لے لیا۔ ولدیت کو ایک باطنی درجہ دیا۔ اور اس کے تحت خوارق عادات اور عجیب و غریب کرامات کا تصور باندھ لیا۔ عزلت گزینی، لوگوں سے فرار، غیر منصوص، عجیب و غریب اوراد و اذکار کو ولدیت کا لازمہ قرار دے دیا۔ اور مشروع عبادات کے برعکس نئی نئی عادات و عبادات کو ولی کے لئے ضروری قرار دیا۔ منجملہ ان کے قبروں پر نذریں اور بزرگوں کے عرس اور میلے ہیں۔

آخر میں ہم صرف یہ گذارش کریں گے کہ اسلام جس طرح عمل کی دعوت دیتا ہے اسی طرح مال کے کمانے اور اس کو جمع کرنے کی بھی دعوت دیتا ہے۔

مال کے بارہ میں اسلام کا نظریہ

اللہ کون و مکان کا مالک ہے۔ تمام مال اس کا مال ہے۔ مال کا (مجازی) مالک صرف اس مال سے انتفاع کا حق رکھتا ہے۔ اس کے پاس یہ مال ایک امانت کا درجہ رکھتا ہے۔ وہ یہ مال اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے تحت ہی خرچ کر سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (آمنوا باللہ ورسولہ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ) فالذین امنوا منکم وانفقوا لھم اجر کبیرہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جس مال کا تم کو وارث بنایا گیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرو۔ پس تم میں سے جو ایمان لائے اور خرچ کیا ان کے لئے بڑا اجر ہے۔

چنانچہ سخاوت، مال کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔ کرم و عطاء کنجوسی اور بخل کی عادت پر غالب آنا۔ مال کی محبت کی غلامی سے نجات حاصل کر کے اللہ کا غلام ہو جانا اجتماعی طور پر لوگوں کی بہتری کی فکر کرنا، محتاجوں کی مدد کرنا، تطہیر اور تزکیہ نفس کا موجب ہیں۔ (خذ من اموالھم صدقہ تطھرھم وتزکیھم) ان کے مال میں سے صدقات قبول فرمایئے۔ یہ ان کی تطہیر اور تزکیہ کا باعث ہوگا۔

بعض اوقات اسلام نے مال جمع کرنے والے کو اس بات سے بھی منع کیا ہے۔ کہ مال کو مقصد حیات بنا لے۔ مال کی محبت میں وہ اس کو اپنا الٰہ تصور کر بیٹھے اسی بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (تعس عبدالدرھم تعس عبدالدینار۔ برا ہو درہم و دینار کے بندے کا) چنانچہ مال و دولت کی حرص کا نتیجہ نفس کی ہلاکت، باہمی عداوت و حسد اور عامۃ الناس کی بھلائی راہ میں رکاوٹ ہوتا ہے۔ اسلام کا حکم یہ ہے کہ اگر مال کمانا ہو تو حلال اور مشروع طریقوں سے کمایا جائے ناجائز طریقوں مثلاً سود، چوری، ذخیرہ اندوزی اور حرام چیزوں کے کاروبار سے پیسہ نہ کمایا جائے۔

جہاں اسلام نے فقر و فاقہ کے رد میں مال و دولت جمع کرنے کی دعوت دی ہے اور طلب رزق کو مستحسن قرار دیا ہے۔ وہاں دولت و جمع کرتے رہنا اور اس کو معطل اور مفید کر کے چھوڑ دینا بھی غیر محمود قرار دیا ہے۔ بلکہ اس بات کی دعوت دی کہ نیکی اور بھلائی اور عام بہبودی کے کاموں پر دولت خرچ کی جائے۔ کنجوسی اور لالچ کر کے مال کو جمع کرنا دنیا اور آخرت میں گھاٹے کا سودا ہے۔ (والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ التوبۃ

چونکہ مال اللہ کا ہے اس لئے جہاں بخل وغیرہ سے منع فرمایا۔ وہاں بے جا اسراف کی بھی اجازت نہیں دی۔ مال کو ضائع کرنے سے بھی روک دیا۔ (کلوا من ثمرہ اذا اثمر وآتوا حقہ یوم حصادہ ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین۰ جب پھل یا فصل پک جائے تو اس میں سے کھاؤ اور غرباء مساکین کو اس میں سے ان کا حصہ دو۔ اسراف مت کرو۔ اللہ کو فضول خرچ کرنے والے پسند نہیں ہیں۔

چنانچہ اسلام دعوت دیتا ہے... عمل کی مال جمع کرنے کی، مال کمانے کی، اس کو اللہ کی راہ میں، اور نیک کاموں میں خرچ کرنے کی، اسی طرح اسلام دعوت دیتا ہے دشمن کے خلاف قوت و مدافعت جمع کرنے کی، دشمن اور نفس کے خلاف جہاد کرنے کی، ... اسلام منع کرتا ہے سلبی زہد سے اس زہد سے جو ناکارہ کر دے۔

بشکریہ

"مجلہ" رابطۃ العالم الاسلامی

اسلامی علوم کی حفاظت کی ذمہ داری!

اور

مدارس دینیہ کی اہمیت و افادیت

یہ
ایمان افروز
تقریر قائد جمعیۃ
مولانا مفتی محمود مدظلہ
نے مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ
کے سالانہ جلسہ میں کی۔ اس
جلسے کی صدارت مولانا
عبیداللہ انور
نے کی

قسط نمبر ۲

میرے محترم دوستو! کہتے ہیں کہ اصلاح معاشرہ کے قوانین کی تدوین حکومت کرے گی۔ میں کہتا ہوں کہ آپ پہلے حکومت کے محکموں کی اصلاح کریں اس طرح جو دینی علوم کے ساتھ مذاق ہو رہا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اوقاف کے مولویوں کی طرح ہم تمام مدارس عربیہ کے علماء کو خرید لیں گے یہ نہیں ہوگا۔ مدرسے لے لو نیشنلائز کر لو۔ کچھ مدارس ایسے ہیں جنہوں نے رجسٹروں میں مدرسین کی تنخواہیں دگنی کر دی ہیں ان کا خیال ہے کہ جب مدارس نیشنلائز ہوں گے تو مدرسین کو زیادہ تنخواہیں ملیں گی۔ حساب کا رجسٹر اور ہے جبکہ ظاہری کا دوسرا۔ لیکن میں حکومت اور ایسے مولویوں کو بتانا چاہتا ہوں ایسا نہیں ہوگا اصل میں یہ سمجھے نہیں کہ مدرسہ کسے کہتے ہیں بلڈنگ کا نام مدرسہ نہیں۔ کوٹھی یا عمارت کا نام مدرسہ نہیں۔ مدرسہ نام ہے استاد اور شاگرد کے اکٹھے ہونے کا۔ تم یہ مدرسہ اور بلڈنگیں لے لو اول تو تم لے نہیں سکتے ہم مزاحمت کریں گے لیکن بفرض محال اگر لے بھی لیے تو کیا ہوگا۔ ہم درختوں کے سائے میں چھتوں میدانوں اور مساجد میں بیٹھیں گے طلباء آئیں گے ہم انہیں پڑھائیں گے۔ اور آپ ہمیں نہیں روک سکتے۔ پھر مدارس وہ چھپر، درخت، مسجد، کھیت اور میدان ہوں گے تم نہ ہمیں پڑھانے سے روک سکتے ہو اور نہ طلباء کو ہمارے پاس آنے سے روک سکتے ہو۔ لیکن مدارس تو پھر بھی قائم رہیں گے۔ تم کیا کرو گے؟ یہ بات میں وضاحت سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے حکومت کی ملازمت نہیں کرنی بلکہ آزاد رہ کر دین کی خدمت جاری رکھنا ہے۔ ہمارے مدارس کو جو جھونپڑیوں میں بھی منتقل ہو سکتے ہیں کوئی طاقت نہیں روک سکتی

آج مدرسین کا بھی امتحان ہے، طلباء کا بھی امتحان ہے۔ بعض لوگ بڑی بڑی تنخواہوں کے لالچ میں ادھر بھی جائیں گے لیکن مجھے یقین ہے کہ اسی فیصد مدرسین اور نوے فیصد طلباء ہمارے ساتھ جھونپڑیوں میں بیٹھیں گے تمہارے ساتھ بلڈنگوں میں نہیں۔ دس فیصد نکل جائیں گے۔ ہم سمجھیں گے ٹھیک ہے تطہیر ہو گئی اچھا ہے اگر تطہیر ہو جاتے یہ لالچی قسم کی جنس ہمارے یہاں سے نکل جائے۔ اور مخلص اور دیانت دار ہمارے پاس آئیں اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے جب اخلاص سے پڑھا جائے گا تو ایسے ہی عالم پیدا ہوں گے جیسے مولانا نانوتوی اور حضرت گنگوہی رحمہم اللہ تعالی عنہم۔ تم ہمیں شکست دینا چاہتے ہو۔ لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ تم علماء کو شکست نہیں دے سکتے۔ کیونکہ یہ تمہارا ہی مقدر ہے

میرے محترم دوستو آج میں ملکی سیاسیات پر بحث نہیں بلکہ مدارس سے متعلق تقریر کر رہا ہوں ملکی سیاسیات سے متعلق تقاریر مجھ سے قبل ہو چکی ہیں میں صرف مدارس کی زندگی پر بات کر رہا ہوں کہ مدارس زندہ رہیں اور علم کی اشاعت کرتے رہیں تم خائب و خاسر ہو کر اس رواں دواں قافلے کو دیکھتے رہو گے کیا اب آپ کی بھی ذمہ داری ہے کہ آپ کیا کرتے ہیں کہ آپ چھپر میں بیٹھنے والے علماء مدرسین کا ساتھ دیتے ہیں یا بلڈنگوں والوں کا۔ چھپر میں آجاؤ جیسے اصحاب صفہؓ اسی میں اللہ خیر کرے گا۔ یہ کچھ لوگ لالچی لوگ روٹی کے ایک ٹکڑے پر بکنے والے لوگ یہ علما سو سب نکل جائیں گے جو ایک ہڈی پر لڑتے ہیں اور بھونکتے ہیں چلے جائیں ہمیں ایسے مفاد پرستوں کی ضرورت نہیں۔ علماء حق کی ضرورت ہے (نعرے۔)

آپ نے کیا سمجھا کہ جس کا چاہیں ضمیر خرید لیں کیا یہاں سب ضمیر فروش بیٹھے ہیں یہ غلط بات ہے خدا کی قسم جس شخص کے دل میں ایمان ہے اس ایمان کو تم نہیں خرید سکتے آسمان اور زمین

کے درمیان خلا کو سونے اور چاندی سے بھر دو تو بھی ایمان اور ضمیر کا سودا نہیں ہو سکے گا۔ نہیں ہو سکے گا نہیں ہو سکے گا۔ تم نے سب کو بے ایمان بے ضمیر اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے والا سمجھا ہے جن کے ایمان ہوتے ہی نہیں۔ جن کے ایمان کی دوکانیں گلی کوچوں میں ہیں اور ہر وقت تمہاری چوکھٹ پر سجدہ ریز رہتے ہیں ہم جانتے ہیں اور خدا کے لیے ان کو ہم سے الگ کر دو اور وقت آگیا ہے کہ ہم اکیلے خدا کے دین کی خدمت کریں اور پھر مزا آتے اور پھر دیکھیں کہ کیا اثرات ہوتے ہیں بہت سے مولوی میری باتوں پر ناراض بھی ہوتے ہیں، لیکن میں ایسے مولویوں سے جلا ہوا ہوں کیونکہ میں اپنی برادری اور جنس کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ ایک زمانہ تھا کہ علماء کرام نے مسجدوں اور مدرسوں میں بیٹھ کر انگریزوں کی حکومت کو چیلنج کیا ہوا تھا اور آج ٹکے ٹکے پر مولوی بک رہے ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں؟ میں ایسے مولویوں پر پردہ ڈالنے کے لیے قطعاً تیار نہیں۔ انہیں مٹ جانا چاہیے۔ انہیں مٹ جانے کے لیے پھینک دو۔ لیکن تم نے اگر تمام مولویوں کو ایسا سمجھایا ہوا ہے تو تم غلطی پر ہو۔ ہم بہر حال مستعد ہیں اور تمہارے وار کو سہنے کے لیے بالکل تیار ہیں (نعرے)

ہمارا ایمان ہے کہ ہماری حیات و موت کا مالک اللہ ہے۔ موت و حیات اسی کے قبضہ میں ہے۔ اِن سے ہمیں کیا خطرہ ہو سکتا ہے؟ یہ کیا چیز ہیں؟ اِن کی میرے نزدیک مچھر کے پَر سے زیادہ حیثیت بھی نہیں یہ نہ ہمیں مار سکتے ہیں اور نہ ہماری زندگی کو طول دے سکتے ہیں، اگر ایک شخص مومن ہے تو وہ غیر اللہ کے سامنے سر نہیں جھکا سکتا۔ میں خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ دس ہزار مرتبہ بھلا کوئی شخص ذوالفقار علی بھٹو کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے تو بھٹو اس کو زندگی نہیں بخش سکتا۔ جب اس کی موت آئے گی، اسی دن آجائے گی۔ اور اگر کوئی شخص سچی بات پر صداقت کے ساتھ جما ہوا ہے اور بھٹو کی مخالفت سے خوفزدہ نہیں ہوتا تو بھٹو اس کو وقت سے پہلے مار نہیں سکتا۔ تو پھر ہم ان سے کیوں ڈریں؟ ان کی کیا حیثیت ہے؟ کیا یہ ہمارے خدا ہو گئے ہیں؟ ہمارا رزق کیا ان کے ہاتھ میں ہے، جو رزق ہمارے لیے اللہ تعالیٰ نے متعین کیا ہے اس میں ایک دانہ بھٹو کم نہیں کر سکتا اور جو ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے خدا نے مقرر نہیں کیا بھٹو اس میں اضافہ نہیں کر سکتا۔ پھر ہم کیوں ان کے سامنے سر جھکائیں؟ اصل بات یہ ہے کہ لالچی لوگوں کے دلوں میں ایمان نہیں ہے۔ دل میں ایمان پیدا کرو۔ دنیا کی اغراض مفادات اور خواہشات چھوڑ دو۔

مجھے تعجب ہے۔ ابھی ہمارے مولانا اجمل خان مدظلہٗ نے آپ سے ہاتھ اٹھوائے اور آپ نے کہا کہ ہم اسلام کا نظام لائیں گے، مجھے ایسا محسوس ہوتا رہا کہ تم خدا کے گھر میں جھوٹ بول رہے ہو۔ میں تمہارے ہاتھوں پر یقین نہیں کرتا۔ تم وہی لوگ تو ہو جنہوں نے اسلام کے لیے ہمیشہ ہاتھ اُٹھائے لیکن جب وقت آیا تو روٹی کپڑا اور مکان کو ووٹ دیتے۔

لاہور کے شہریو!

تم میری بات سے ناراض ہو جاؤ گے لیکن میں جھوٹ کو پسند نہیں کرتا، میں سچی بات کہتا ہوں کہ جب ووٹ کا وقت آتا ہے تو تم اپنی اغراض کو اسلام پر مقدم سمجھتے ہو۔

ہمارے اجلاس کے صدر محترم حضرت مولانا عبیداللہ انورؔ مدظلہٗ کیا گذشتہ انتخابات میں یہاں سے کھڑے نہیں ہوتے تھے؟ تم نے کس کو منتخب کیا؟ تم نے منتخب کیا؟ ملک اختر کو۔ جو قومی اسمبلی میں کہتا ہے۔ مسٹر سپیکر! "شر" عوام کو ان کے شر سے بچاؤ۔ تم نے "شروں" کو ووٹ دیئے اور خیر کو چھوڑا۔ پھر میں کیسے یقین کر لوں کہ تم ہاتھ درست اٹھاتے۔ ہاتھ اٹھانا ان کو عمل میں لاتا ہے۔ تم نے پھر بھی ایسا ہی کذاب میں تم سے مطمئن نہیں ہوں، میں متعجب ہوتا ہوں کہ ایک مسلمان جو خدا پر یقین رکھتا ہو وہ روٹی کپڑا مکان کا ذمہ دار خدا کو سمجھتا ہے یا کسی انسان کو، لیکن یہاں انسان کو سمجھا جاتا ہے۔ انسان کسی کو روزی نہیں دے سکتا۔ زمین کسانوں کی، کارخانہ مزدوروں کا، مکان دکان کرایہ داروں کے یہ تھا پیپلز پارٹی کا انتخابی نعرہ، لیکن کیا زمین کاشت کاروں کو ملی؟ بارہ بارہ ایکڑ مل گئے ہونگے؟ کارخانے مزدوروں کی ملکیت ہو گئے؟ مکان کرایہ داروں کی ملکیت ہو گئے، روٹی ملی، کپڑا ملا؟ آپ کو کیا ملا ہے یہ بتاؤ۔؟

کیا یہ سب جھوٹ نہیں تھا؟ صحیح صحیح طور پر بتاؤ کہ کیا یہ سب جھوٹ تھا یا نہیں؟ (عوام: جھوٹ تھا جھوٹ تھا) یقیناً یہ سب فریب اور جھوٹ تھا جسے تم نے سچ جانا اور اس کے پیچھے لگ گئے۔ آج اقرار کرتے ہو کہ یہ سب جھوٹ تھا۔ اب بھی میں باور کرنے کے لیے تیار نہیں کہ آئندہ انتخاب میں تم اس جھوٹ کے پیچھے نہ بھاگو!! مجھے یقین نہیں آتا!! اصل بات یہ ہے کہ دلوں میں ایمان کی حرارت سے مسائل حل ہوتے ہیں اور یہ لوگ جو ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ ان کو چھوڑ د یہ تمہارے خیر خواہ نہیں ہیں! یہ تمہارا کچھ نہیں بنا سکیں گے۔ اسلام سب کچھ د سکتا ہے۔ اس لیے کہ اسلام تو خدا کا نظام ہے اور خدا کے پاس سب کچھ ہے۔ اسلام چھوڑ کر تمہیں کچھ نہیں مل سکے گا اس لیے کہ اس کے علاوہ تمام نظام بندوں کے بنائے ہو نظام ہیں اور بندوں کے پاس کوئی اختی نہیں۔ یہ تمام باتیں زبان سے تو مانتے ہو دل سے اقرار نہیں کرتے:

باقی ص ۱۹ پر دیکھو

عمل کی توفیق مرحمت فرمائے

تحریر: اسعد رحمانی

وفاق المدارس العربیہ

کچھ دن پہلے ارباب حکومت نے مدارس کے خلاف اپنی بدنیتی کا مظاہرہ کرنا چاہا، لیکن ملک بھر کے مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات نے مل جل کر اس سازش کو ناکام بنا دیا اور حکومت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئی۔

لیکن اصولاً یہ بات غلط تھی اور ہے کہ حکومت نے گھٹنے ٹیک دیئے۔ موجودہ دور میں جو "شرفاء" برسر اقتدار ہیں ان سے نیکی کی توقع ہی عبث ہے۔ یہ وقتی طور پر خاموشی تو اختیار کر سکتے ہیں لیکن اپنی غلطی کا علی الاعلان اعتراف کر کے اس سے دست بردار نہیں ہو سکتے۔

کی چنانچہ مدارس کے بارے میں بھی خاموشی کہ اسی قاعدہ کے مطابق تھی کہ ارباب مدارس کو ذرا خاموش ہو جائیں، اپنی اجتماعی جدوجہد اور کا سلسلہ کم کر دیں تو پھر کسی اور انداز سے وار حکو کیا جائے اور ہوا بھی یہی کچھ۔

ہول آج کل ملک کے بعض اہم اور صف اول ہیں کے مدارس کے متعلق اندرون خانہ حکومتی سرگرمیوں مدرسا چرچا ہے جس پر قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود نہیں۔ ظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ نے احتجاج کرتے کے اکوتے حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ وہ اپنی حرکات لے لو سے باز آ جائیں اور مدارس کو چھیڑنے کی جسارت کریں ۓ کرے کیونکہ ہم سختی سے مزاحمت کریں گے۔

کیا ہوگ جہاں تک قائد محترم کے اس ارشاد کا تعلق میدانور ہے وہ اپنی جگہ بالکل صحیح ہے اور مجھے یقین آئیں گے ہے کہ اگر حکومت نے ایسی نازیبا حرکت کی جسارت ہیں نہیں تو اسے یقیناً اپنے کیے کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا وفاق میں شامل و غیر شامل مدارس مل جل کر اس کی سازش کو ناکام بنا دیں گے۔ تاہم:

ع: خوگر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے

کے مصداق اتنی بات کی اجازت چاہوں گا کہ وفاق المدارس العربیہ نامی تنظیم کو قائم ہوئے ۱۵ سال سے زاید کا عرصہ ہو چکا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میں اس وقت ملتان میں ابتدائی تعلیم حاصل کر رہا تھا جب اس تنظیم کا تاسیسی اجلاس ہوا۔ اس وقت ملک کے ایک حصہ سے لے کر دوسرے حصہ تک کے مدارس کے ذمہ دار بزرگ اور نمائندے تشریف لائے اور بڑے خلوص و جوش سے اس تنظیم کی داغ بیل ڈالی، لیکن اس کے بعد ہوا کیا؟

بعض مدارس کے ارباب حل و عقد نے ویسے ہی تنظیم سے کنارہ کشی کر لی اور ایسا کرنا ان کی عادت دیرینہ کے مطابق تھا۔ اس سلسلہ میں کراچی بلبل ہزار داستان قسم کے لوگ سرفہرست ہیں جنہیں اپنے حلقے کے ساتھ مل بیٹھنے کے بجائے ارباب اقتدار کے پہلو بہ پہلو بیٹھنے میں راحت نصیب ہوتی ہے، بلکہ وہ اپنے اختلاج قلب کے لیے ارباب اقتدار کے حضور دست بستہ بیٹھنا بھی گوارا کر لیتے ہیں۔

کچھ ایسے مدارس تھے جن کے ذمہ دار حضرات سرے سے اس تنظیم کی افادیت کے ہی قائل نہ تھے لیکن اب جب خطرات کا الارم بج رہا ہے تو وہ دوڑ دوڑ کر اس تنظیم اور اس تنظیم کے لیڈروں کا سہارا لیتے ہیں۔ اگرچہ باقاعدہ شمولیت اب بھی نہیں کی اور جو شامل ہیں ان کے حالات کا جائزہ لیں تو اور زیادہ افسوس ہوتا ہے۔

ان حضرات نے برائے وزن بیت شمولیت تو رکھی ہوئی ہے، لیکن عملی سرگرمیوں میں حصہ لینا وغیرہ ان کے لیے بھی مشکل ہے۔ ایسے میں یہ تنظیم آڑے وقت میں کیا کر سکے گی۔

ظاہر ہے کہ مشکلات کا مقابلہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو منظم ہوں، جدوجہد کے رسیا ہوں اور عملی میدان میں سے جی چرانے والے نہ ہوں۔ اس کے برعکس محض بھیڑ چال ہمیشہ مٹ کر رہ جاتی ہے۔

جہاں تک مدارس کا تعلق ہے ان سے ارباب حکومت کا الرجک ہونا لابدی ہے آخر وہ جانتے ہیں کہ ہمارے جد امجد انگریز کے مقابلہ میں کوئی وڈیرا، کوئی جاگیردار، کوئی صنعت کار بھی نہ تھا۔ بلکہ انہی مدارس سے فارغ ہو کر نکلنے والے لوگ انگریز راج کے لیے مسلسل خطرہ بنے رہے حتی کہ مدارس کے طلبہ تعلیم کے زمانہ میں بھی انگریز کے لیے دردسر ہی ثابت ہوئے۔ اور "آزادی" کے بعد ملک بھر میں بے دینی، الحاد اور دین دشمنی کی اٹھنے والی لہروں کے مقابل جو لوگ بنیان مرصوص بن کر کھڑے ہو گئے ان میں مسلمانوں کی "واحد نمایندہ تنظیم" کا کوئی فرد شامل نہ تھا، بلکہ یہ لوگ تو الحاد و بے دینی کے پروگراموں کے سرپرست تھے۔

اسی کے مد مقابل گروپ میں "دارالاسلام" کی فرضی مسلم مخلوق بھی شامل نہ تھی۔ کیونکہ داروسن کا مرحلہ اسلامی نظام کے قیام میں بقول ان کے آتا ہی نہیں اسی طرح مزاحمتی پروگرام میں سرمستان ازل کی ٹولی بھی نہ تھی کہ ان کے نزدیک خدمت دین کا مطلب صرف یہ تھا کہ جو گوری چمڑی والے انگریز بہادر

کا مخالف ہے۔ اس کی مخالفت کرو اور اس پر طرح طرح کے الزام لگا کر سات سمندر پار کے "سبزی فروش" کی امداد کرو۔ لے دے کے وہی لوگ رہ جاتے ہیں جن کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

ایک گروہ قیام حق کیلئے ہمیشہ موجود رہے
گا اور دنیا انہیں مٹانا چاہے گی،
لیکن مٹا نہ سکے گی۔

یہ گروہ جو برصغیر میں کبھی مجدد الف ثانی کی شکل میں موجود رہا تو کبھی حکیم الامت شاہ ولی اللہ اور ان کی اولاد کی صورت میں سرگرم عمل ر

ان بلند مقاصد کے پیش نظر مدارس کا قیام ہو تو اس پر یار لوگ کس طرح خوش ہو سکتے ہیں؟ اس لیے ہمیشہ ہی کوشش رہی کہ یہ مدارس کسی طرح ختم ہوں، لیکن اب تک

ع اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے۔

والی صورت ہے۔

ہر چند کہ موجودہ حکومت اس معاملے میں زیادہ حساس ہے، لیکن مجھے یقین ہے کہ اس کی تدبیریں خود اسی کے برج الٹا دیں گی اور خدا خود مدارس کی حفاظت کرے گا۔

لیکن محض اسی سوچ میں رہنا کہ خدا خود ہی حفاظت کرے گا بھی درست نہیں کیونکہ اس نے بھی ہمیں مکلف بنایا ہے اور جب ہم اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کریں گے پھر معاملہ ابابیلوں کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اس لیے بنیادی ضرورت یہ ہے کہ وفاق المدارس العربیہ کو باقاعدہ متحرک اور عملی تنظیم کے سانچہ میں ڈھالا جائے۔ محض مشکلات کے دور میں ہنگامی بنیادوں پر اس کی ضرورت و افادیت محسوس کرنے کی بجائے ہر وقت اس کی اہمیت پیش نظر رہے۔

بدلے ہوئے حالات کے پیش نظر نصاب و نظام میں کچھ تبدیلیاں ناگزیر ہوں تو ایسا بھی کر لیا جائے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تعلیم و تربیت کا اتنا بہتر نظام قائم کیا جائے کہ ماضی کے دور میں جس طرح رجال کار ان مدارس سے پیدا ہوتے تھے۔ اب بھی پیدا ہو کر ملک و ملت کی ہر شعبہ زندگی میں بھرپور خدمت کر سکیں۔

مجھے یقین ہے کہ اگر وفاق المدارس العربیہ باقاعدہ حرکت میں آگیا تو یہ صورت جہاں مدارس کے لیے باعث خیر و برکت ہوگی وہاں مدارس کے دشمنوں اور مخالفوں کے لیے۔ شہاب ثاقب!

بقیہ مفتی صاحب کی پریس کانفرنس

۲- چیف الیکشن کمشنر اور الیکشن ادارہ کو وسیع اختیارات دیئے جائیں اور آئین میں ترمیم کر کے انتخابات سے قبل وزیر اعظم مستعفی ہو جائیں کیونکہ آخر وہ بھی اسمبلی کے ممبر ہیں اور ممبر ہی کی وجہ سے انہوں نے وزارت عظمیٰ کا استحقاق حاصل کیا۔ لہٰذا دوسرے ممبروں کی طرح انہیں بھی مستعفی خیال کیا جانا چاہیے۔

قادیانیوں کی سرمیاں

ربوہ اسٹیشن پر اسلحہ کی برآمدگی کی خبر پر انہوں نے فرمایا: گو حکومت نے اس خبر کی تردید کر دی ہے، تاہم قادیانیوں کی سابقہ روش تحریک کے دوران ان کی ہل چل اور حکومت کی قادیانی نواز (مجبوراً سہی) پالیسی اور منافقانہ روش سے تردید مؤثر نہیں۔ تاہم ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اس کی تحقیقات اعلیٰ پیمانے پر کرائی جائے اور اگر جرم ثابت ہو تو کسی رو رعایت کے بغیر مجرمین کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ تاہم حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں پر نظر رکھے۔ کیونکہ اس نے امت محمدیہ کے فیصلہ کو تہہ دل سے تسلیم نہیں کیا اور اپنی سابقہ روش پر ابھی تک قائم ہے۔

انہوں نے سینٹ کے انتخابات پر اظہار اطمینان کرتے ہوئے کہا کہ سرحد میں فقیر محمد ہزاروی نے ہماری اجازت سے WITH DRAW کیا ہے جن کی کچھ وجوہات تھیں۔

بقیہ اسلامی علوم کی حفاظت۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

"ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ دلوں میں قرآن نہیں اترے گا۔ زبان زبان سے پڑھیں گے، حافظ بھی ہوں گے، قاری بھی ہوں گے اور خوب پڑھیں گے۔ فرفر پڑھیں گے، لیکن قرآن سینے میں نہیں آئے گا۔

آج تمہارا حال یہی ہو چکا ہے۔ قرآن تمہارے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔

میرے محترم دوستو! میں آپ سے انتخابات کی بات نہیں کرتا۔ پتہ نہیں انتخابات آتے بھی ہیں یا نہیں۔ اور آتے ہیں تو کب آتے ہیں۔ یہ بھٹو صاحب کے موڈ کا مسئلہ ہے۔ اگر انہوں نے انتخابات کرائے تو جب ان کے موڈ میں آئے گا تب کرائیں گے، جب وہ کسی نئے نعرے سے آپ کو دیوانہ کر دیں گے اور کوئی نیا انجکشن لگا کر تمہیں بے ہوش کر دیں گے تب انتخابات کرائیں گے۔ میں آپ سے اتنی بات کہتا ہوں کہ ڈریں نہیں۔ خوف دل سے نکال دیں، لالچ کو دور کر دیں۔ آپ یہ سمجھیے کہ نفع اور ضرر کا مالک صرف اللہ ہے۔ یہ ایمان کی بات ہے اور صاف سیدھی بات ہے میں آپ سے زیادہ باتیں نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے تو پہلے عرض کیا تھا کہ میں تقریر نہیں کر سکتا مجھے تو ایسے لا کر کھڑا کر دیا تھا۔ ایک آدمی جو حساس ہوتا ہے۔ جو بہت سی پریشانیاں رکھتا ہے جب وہ کھڑا ہو جاتا ہے تو اس کے احساسات زندہ ہو جاتے ہیں اور اسے کچھ کہنا پڑتا ہے۔ یہ میں نے جتنی باتیں کہیں ہیں سب غیر ارادی طور پر کہیں ہیں۔ میرا خیال تھا کہ میں معذرت کر کے آپ سے رخصت ہو جاؤں اور یہاں سے چلا جاؤں کچھ آرام کروں بہرحال جو کچھ میں نے کہا ہے وہ ضروری تھا اس پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ نفع ہوگا۔ ان عربی مدارس کو زندہ رکھنا اور ان کے ساتھ تعاون کرنا یہ بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔

رپورٹنگ
محمد یوسف دلی اللّٰہی

مدارس عربیہ میں تعطیلات کے دوران

گھر جانے والے طلباء مقامی ساتھیوں کو ذمہ داری سونپ کر جائیں

(سید عبدالغفور شاہ مرکزی نائب صدر جمعیتہ طلباء اسلام

مرکزی نائب صدر جناب سیّد عبدالغفور شاہ نے مدارس عربیہ کے تمام ذمہ دار ساتھیوں کو ہدائت کی ہے۔ کہ مدارس میں تعطیلات کے دوران وہ گھر جاتے ہوئے مقامی طور پر ذمہ دار دوستوں کو جمعیتہ طلباء اسلام کے سلسلے میں ذمہ داریاں سونپ کر جائیں تاکہ ان کی عدم موجودگی میں کام برابر چلتا رہے۔ نیز اپنے اپنے علاقوں میں جاکر جمعیتہ طلباء اسلام کا کام بھی کرتے رہیں۔

تنظیمی دورہ

جمعیتہ طلباء اسلام پنجاب کے ناظمِ عمومی حافظ محمد طاہر نے بہاول نگر اور منچن آباد کا تنظیمی دورہ کیا۔ ان کے ہمراہ ضلعی صدر جناب محمد اکرم فیاض ڈٹو اور شکیل احمد بھی تھے۔

انہوں نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے تنظیمی کام کو بڑھانے پر زیادہ زور دیا۔ انہوں نے اپنے دورہ کے دوران تنظیمی کارکردگی کو سراہتے ہوئے اطمینان کا اظہار کیا۔ انہوں نے منچن آباد شاخ کا انتخاب کروایا۔ اور حاصل پور، خیرپور ٹامیوالی۔ بوریوالہ اور کمالیہ کا دورہ بھی کیا۔ ان کا یہ دورہ انتہائی کامیاب رہا۔

گوجرہ ——— (ضلع لائلپور)

جمعیتہ طلباء اسلام گوجرہ کا ایک اجلاس دفتر میں جناب محمود الحسن کی زیر صدارت ہوا۔ اجلاس میں مقررین نے اسلامی نظام کو نافذ کروانے کا عہد کیا۔

صادق آباد ——— (ضلع رحیم یار خاں)

گذشتہ دنوں جمعیتہ طلباء اسلام صادق آباد کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا۔ کام تیز کرنے کے لئے دو گروپ بنائے گئے۔

پہلا گروپ) جناب میاں نسیم، محمد جاوید اقبال جناب سعید اجمل، جناب مظہر نثار،

دوسرا گروپ) جناب رانا انوار الحق باری، جناب چوہدری عبدالرّشید، جناب علی محمد جعفری جناب جاوید اقبال،

کمالیہ ——— (ضلع لائلپور)

دفتر جمعیتہ طلباء اسلام کمالیہ میں یوم صدیق رضؓ پر انعامی تقریری مقابلہ میں جناب محمد فاروق سیماب اوّل، جناب محمد اصغر دوم، جناب احسان الحق سوم آئے۔ جب کہ خصوصی انعامات جناب محمد سلیم اور جناب محمد رمضان نے حاصل کئے۔ جناب حافظ محمد طاہر ناظم عمومی پنجاب (مہمان خصوصی) نے انعامات تقسیم کئے۔ جناب ڈاکٹر محمد حنیف ناظم نشریات لائل پور بھی اجلاس میں شریک ہوئے۔

صوبائی دفتر سندھ کا افتتاح

گذشتہ دنوں جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ سندھ وحیدر آباد کے مشترکہ دفتر کا افتتاح (مارکیٹ روڈ حیدر آباد شہر میں) کیا گیا۔ سب سے پہلے پرچم کشائی کی گئی۔ ازیں بعد تقاریر ہوئیں۔

مہمان خصوصی حضرت مولانا عبدالمتین نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا جمعیتہ طلباء اسلام ہی وہ واحد طلباء تنظیم ہے۔ جو صحیح راستے پر اس وقت چل رہی ہے۔ مولانا عبدالرؤف صاحب نے کہا کہ پوری قوم نے جمعیتہ طلباء اسلام کے انقلابی نوجوانوں سے امیدیں وابستہ کی ہوئی ہیں۔ اجلاس سے جناب بشیر احمد قریشی، جناب محمد اسلم شیخ اور جناب مظفر علی صاحب نے بھی خطاب کیا۔

شمولیّت

درج ذیل حضرات نے جمعیتہ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔

۱۔ گورنمنٹ کالج جھنگ،

جناب شوکت علی مرزا، جناب سید محمد اکرم عظیم بخاری، جناب عمر حمید، جناب محمد طارق، جناب شمشاد حسین قریشی،

۲۔ گورنمنٹ غزالی کالج جھنگ،

جناب مہر عبدالرحمان، جناب علی اصغر، جناب ملک شیر محمد اعوان،

۳۔ شورکوٹ روڈ، (ضلع جھنگ)

جناب محمد شفیق (صدر سٹوڈنٹس فیڈریشن)

۴۔ میرپور خاص (سندھ)

جناب عبدالستار (انجمن طلباء اسلام سے مستعفی ہوکر)

۵۔ (رستم ضلع سکھر سندھ)

جناب سبحان خاں گورنمنٹ ڈگری کالج شکارپور
جناب عبدالجبار گورنمنٹ ہائی سکول سکھر،
جناب عبدالستار مہر، جناب عبدالجبار،

داخلہ ـ لاء کلاسز

ایف۔ ای۔ ایل ـ آخری تاریخ داخلہ ۲۸ اگست ۷۵ء
ایل۔ ایل۔ بی ـ " ۸ ستمبر "

عزم ن۷۷

طباعت کے آخری مراحل میں ہے۔

قیمت فی پرچہ ۱/ صفحات ۳۲
رقم [illegible]

انتخابات

ضلع میانوالی

صدر : جناب صاحبزادہ عزیز احمد
ناظم عمومی : ″ رانا منیر اقبال
ناظم : ″ صاحبزادہ محمد احمد
ناظم نشریات : ″ خان محمد
خازن : ″ حافظ محمد عمر

حافظ آباد ــــ (ضلع گوجرانوالہ)

صدر : جناب محمد اشرف مفتی
نائب صدر : ″ محمد منیر فرخ
ناظم عمومی : ″ محمد رشید اختر
ناظم : ″ محمد اسحاق ربانی
ناظم نشریات : ″ شاہد حسین بٹ
خازن : ″ شیخ ریاض الدین
ناظم دفتر و لائبریری : ″ محمد اکرم فرحت

رستم ــــ (ضلع سکھر سندھ)

صدر : جناب نذیر احمد مہر
نائب صدر : ″ حافظ عبدالقادر آرائیں
ناظم عمومی : ″ دین محمد قریشی گورنمنٹ ڈگری کالج شکارپور
ناظم : ″ علی شیر مہر
ناظم نشریات : ″ عبدالاحد عباسی
خازن : ″ خیر محمد بروہی

دارالعلوم سرحد ــــ پشاور

صدر : جناب نصر اللہ عثمانی
نائب صدر : ″ عنایت اللہ
ناظم عمومی : ″ عبدالحکیم خواجہ چترالی
ناظم : ″ محمد ایاز
ناظم نشریات : قاری عبداللہ

مدرسہ عزیزیہ گوجرہ ــــ (ضلع لائل پور)

صدر : جناب محمد بلال
ناظم عمومی : ″ قاری محمد شفیق

خان پور ــــ (ضلع سکھر سندھ)

صدر : جناب رضا محمد سیٹھار
ناظم عمومی : ″ محمد اکرم

کھاڑک ملتان روڈ (لاہور)

صدر : جناب افضال احمد
نائب صدر : ″ محمد شفیق
ناظم عمومی : ″ حافظ عبدالخالق
ناظم : ″ خادم حسین
ناظم نشریات : ″ وقار انجم
خازن : ″ محمد جمیل

مدرسہ مدینۃ العلوم بوہڑ (تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان)

صدر : جناب حافظ عبید اللہ
نائب صدر : ″ احمد یار
ناظم عمومی : ″ عبدالرشید
ناظم نشریات : ″ احمد حسین سیال گورنمنٹ ہائی سکول تونسہ

پیریالو ــــ (سندھ)

صدر : جناب فضل اللہ داریجہ
نائب صدر : ″ عبدالماجد
ناظم عمومی : ″ عبدالرشید
ناظم : ″ غلام محمد
ناظم نشریات : ″ عبداللطیف
خازن : ″ عبدالقدیر

شورکوٹ روڈ ــــ (ضلع جھنگ)

صدر : جناب محمود الحسن گورنمنٹ کالج شورکوٹ شہر
نائب صدر : ″ اشفاق علی ″ ″ ″
ناظم عمومی : ″ محمد شفیق گورنمنٹ کالج شورکوٹ شہر
ناظم : ″ محمد اکرم گورنمنٹ ریلوے ہائی سکول شورکوٹ روڈ
خازن : ″ بلال احمد گورنمنٹ کالج شورکوٹ شہر

تعلیم الاسلام کالج ــــ کراچی

صدر : جناب محمد اشرف
نائب صدر : ″ عبدالستار
ناظم عمومی : ″ حسن المآب
ناظم : ″ مولا بخش
ناظم نشریات : ″ محب اللہ
خازن : ″ نجیب اللہ

جوہر آباد ــــ (ضلع سرگودھا)

صدر : جناب احمد خاں
نائب صدر : ″ اظہر ندیم
ناظم عمومی : ″ عبدالرشید صاحبزادہ
ناظم : ″ غلام شبیر صاحبزادہ
ناظم نشریات : ″ غلام حسن
خازن : ″ قاری خدا بخش

ڈھڈیاں شریف ــــ (ضلع سرگودھا)

صدر : جناب محمد یعقوب احسن
نائب صدر : ″ محمد بخش
ناظم عمومی : ″ محمد مظفر صاحبزادہ
ناظم نشریات : ″ صاحبزادہ عبدالعزیز

بھلوال ــــ (ضلع سرگودھا)

صدر : چوہدری محمد افضل گورنمنٹ کالج بھلوال
نائب صدر : ″ محمد بشیر ″ ″ ″
ناظم عمومی : ″ صفدر علی ″ ″ ″
ناظم : ″ محمد افضل طاہر ″ ″ ″
ناظم نشریات : ″ محمد اسلم ″ ″ ″
خازن : جناب محمود الحسن

اطلاعات و ہدایات ــــ صوبہ سندھ کی تمام شاخیں

۱۔ جناب محمد بلال بلوچ (صوبائی رابطہ سیکرٹری) سے رابطہ قائم کیا کریں۔ اور ان سے تعاون کریں۔

۲۔ آمدنی کا حصہ صوبائی خازن کو پابندی سے روانہ کیا کریں۔

۳۔ ماہانہ رپورٹ فارم صوبائی دفتر حیدرآباد میں پابندی سے روانہ کریں۔ (بشیر احمد قریشی)

شہر شہر سے

قمر ہاشمی

ملک میں بلا تاخیر شرعی قوانین نافذ کیے جائیں

فحاشی، عریانی، رشوت اور قتل و غارت گری بند کی جائے ۔ مجلس شوریٰ صوبہ سرحد

پشاور ۔ جمیعۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کی مجلس شوریٰ کا اجلاس زیرِ صدارت مولانا ایوب جان بنوری منعقد ہوا۔ اجلاس میں ایجنسی مالاکنڈ سمیت صوبہ سرحد کے تمام اضلاع کے نمائندوں نے شرکت کی۔ صدرِ اجلاس مولانا محمد ایوب جان بنوری نے تفصیل کے ساتھ ملک کو درپیش مسائل پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا :

پاکستان میں اسلام کو عملی شکل میں نافذ کرنے اور تمام لادینی نظریات کو مٹانے کے لیے سخت محنت کی ضرورت ہے ۔

انھوں نے کہا کہ :

اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب تسلیم کیا گیا ہے ، لیکن پھر بھی یہاں اسلامی اقدار کے فروغ کی راہ میں سخت رکاوٹوں کا سامنا ہے ۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم متحد ہو کر اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش کو تیز تر کر دیں ۔

صوبائی ناظم اعلیٰ صاحبزادہ عبدالباری جان نے گذشتہ مجلس شوریٰ کی کارروائی پڑھ کر سنائی ۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور ہوئیں :

۱۔ یہ اجلاس ملک کی موجودہ معاشی اخلاقی اور سیاسی صورت حال پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے کہ برسرِ اقتدار طبقہ پاکستان کے بنیادی نظریہ جو کہ اسلام ہے ، سے عملاً دور ہوتا جا رہا ہے ، اگرچہ آئین میں اسلام کو سرکاری مذہب تسلیم [illegible] نتیجہ میں ملک میں قتل و غارت گری ، چور بازاری رشوت ستانی ، اقربا پروری ، فحاشی عریانی ، روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور ملک میں جمہوریت کو ختم کیا جا رہا ہے ۔ لہٰذا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بلا تاخیر ملک میں شرعی قوانین کا اجرا کرے ، ورنہ مستعفی ہو جائے ۔

۲ یہ اجلاس موجودہ حکومت کے غیر جمہوری طرز عمل کے خلاف متحدہ محاذ کے کردار کی پر زور تحسین کرتا ہے اور متحدہ محاذ کو یقین دلاتا ہے کہ ملک میں مکمل جمہوریت اور اسلام کے نفاذ کے سلسلے میں جمیعۃ علماء اسلام کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی ۔ نیز حکومت کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ حزب اختلاف کے بارے میں جارحانہ رویہ سے باز آجائے ۔

۳۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ چشمہ رائٹ بنک کینال سے ڈیرہ اسماعیل خان کو دس ہزار سات سو باسٹھ کیوسک پانی جلد از جلد مہیا کیا جائے جو صوبہ سرحد کی معاشیات کے لیے لازمی حیثیت رکھتا ہے ۔ اس سے کم پانی سرحد کی حق تلفی ہوگی ۔

۴۔ یہ اجلاس مجلس شوریٰ کے رکن مسٹر جان بہادر خان آف مشیوہ کے بارہ سالہ فرزند خالد خان کی وفات حسرت آیات پر ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سرحد کی توجہ مرحوم کی موت کی جانب جو کہ باولے کتے کے کاٹنے اور

۵ ناقص ادویہ اور غیر معیاری انجکشنوں اور ڈیوٹی پر متعین ڈاکٹروں اور دیگر عملہ کی غفلت کی وجہ سے واقع ہوئی ہے ، مبذول کراتے ہوئے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس واقع کی فوری تحقیقات کرائے اور آئندہ ایسے واقعات کا سدباب کرے ۔

حلفِ وفاداری

کراچی سنٹر کے عہدیداروں سے جمیعۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے امیر حضرت مولانا محمد شاہ امروٹی نے حلف لیا ۔ عہدیداروں نے عہد کیا کہ وہ اسلام کے نفاذ و بالادستی کے لیے اور ملک کی سرحدوں کی حفاظت کی خاطر جمیعۃ کے پرچم تلے جمع ہو کر کام کرتے رہیں گے ۔

سنگِ بنیاد

مورخہ ۲۸ / جولائی بروز پیر کو محلہ ریلوے پھاٹک بصیر پور میں جامع مسجد اہل سنت والجماعت کا سنگِ بنیاد رکھا گیا ہے ۔ یہ سنگ بنیاد حضرت انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد حضرت مولانا عبدالقادر صاحب فاضل دیوبند نے نصب فرمایا ، اس موقع پر احباب نے بڑی فراخدلی سے چندہ دیا ۔

مسجد کے ساتھ ہی دینی مدرسہ کے قیام کا بھی ارادہ ہے ۔ احباب اس مقدس کام کی تکمیل و ترقی کے لیے دعا فرما دیں ۔

ضمانت قبل از گرفتاری منظور

سرگودھا۔ قاری نورالحق قریشی مرکزی ناظم انتخابات اور شیخ محمد طارق ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام ضلع سرگودھا کی عبوری ضمانت قبل از گرفتاری ایڈیشنل سیشن جج نے منظور کر لی۔

ہر دو حضرات پر قابل اعتراض تقریر کرنے کا الزام ہے۔ مولانا قاری عبدالسمیع صاحب نائب امیر پنجاب، مولانا مولا بخش ضلعی امیر مولانا جلال دین ضلعی ناظم عمومی اور جمعیۃ طلباء اسلام کے قاری عطاء الرحمن و شیخ خالد محمود نے ایک مشترکہ بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ فوراً مقدمات واپس لے کر عوام کو مطمئن کرے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی کو صدمہ

جمعیۃ علماء اسلام رحیم یار خان کے ناظم دفتر مولوی شبیر احمد عثمانی کے بیٹے محمد طاہر بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں

مولانا غلام ربانی سینئر نائب امیر جمعیۃ پنجاب، مولانا قاری حماد اللہ شفیق جنرل سیکرٹری متحدہ محاذ رحیم یار خان نے اپنے بیان میں مولوی عثمانی سے گہرے غم کا اظہار کیا۔ اور دعا کی کہ اللہ تعالےٰ ان کو محمد طاہر کا نعم البدل عطا فرمائیں۔ (آمین)

جمعیۃ علماء اسلام بہاولپور

۲۵ جولائی۔ حاجی محمد یسین امیر جمعیۃ علماء اسلام بہاولپور کی زیر صدارت ایک وفد جس میں مولانا عبدالستار صاحب جناب محمد سلیم صاحب۔ طالب علم لیڈر محمد محمود نے ڈیرہ لکھاں اور اس کے گرد و نواح کا دورہ کیا اور ڈیرہ لکھاں کی جامع مسجد میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا۔

کثیر تعداد میں لوگوں نے جمعیۃ میں شامل ہو کر تعاون فرمانے کا وعدہ کیا۔ مولوی اللہ بچایا، حاجی غلام محمد، مولوی غلام حسین پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جو عوام سے رابطہ قائم کر کے جمعیۃ میں شامل ہونے کی دعوت دے گی

جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مسجد مچھی والی بہاولپور میں منعقد ہوا، بعد از نماز عشاء جلسہ کی صدارت ایم محمد یسین امیر جمعیۃ علماء اسلام نے کی۔ تقریر مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری نے فرمائی۔ آپ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا لایا ہوا نظام شریعت اور صحابہ کا دور بیان کیا۔ مولانا نے علماء حق کی تاریخ بھی بیان کی اور کہا کہ حضرت درخواستی صاحب مدظلہم اور حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ کی قیادت میں تمام شریک ہو کر جمعیۃ کے ساتھ تعاون کریں۔ تاکہ اس ملک میں اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ ہو۔

پیر سعید احمد صاحب رحم

کبیر والا کی مشہور دینی شخصیت حضرت مولانا پیر سعید احمد صاحب انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پیر صاحب کی نماز جنازہ مفتی عبدالحلیم صاحب جھنگوی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں عوام نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے۔ آمین۔

قائد جمعیۃ حضرت مفتی صاحب نے پیر صاحب کی وفات پر اظہار رنج و غم اور دعائے مغفرت کی۔ اللہ تعالیٰ پیر صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

مولانا ترابی کو رہا کیا جائے

رحیم یار خان۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خان کے ایک پریس ریلیز کے مطابق مولانا غلام ربانی سینئر نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب، مولانا غلام مصطفیٰ چوہدری جنرل سیکرٹری جمعیۃ ضلعی۔ مولانا قاری حماد اللہ شفیق جنرل سیکرٹری متحدہ جمہوری محاذ رحیم یار خان، مولانا عبدالصبور خان ڈاہر سیکرٹری نشر و اشاعت ضلعی جمعیۃ نے اپنے مشترکہ بیان میں مولانا شاہ محمد خان ترابی ضلع ڈیرہ غازی خان کی نظر بندی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے ان کی رہائی کا مطالبہ کیا کیونکہ مولانا موصوف کی نظر بندی ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان کی انتقامی کارروائی کا نتیجہ ہے۔

ضروری اعلان

اراکین جمعیۃ اور تمام مسلمانوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ مدرسہ عربیہ دارالعلوم عثمانیہ پکا لاڑاں تحصیل لیاقت پور کے مدرسہ کی جعلی رسیدیں چھپوا کر بعض ناعاقبت اندیش چندہ وصول کر رہے ہیں۔ مدرسہ ہذا کا کوئی سفیر نہیں ہے۔ جہاں بھی یہ لوگ چندہ لینے آئیں حوالہ پولیس کیا جائے۔

صحیح اسلامی
عقائد کو سمجھنے کیلئے
حکیم الاسلام مولانا قاری
محمد طیب مدظلہٗ
کا فکر انگیز مقالہ خصوصی
مسلک علمائے دیوبند
کا مطالعہ فرمائیں
تقریظ علامۃ العصر حضرت مولانا
محمد یوسف بنوری مدظلہ
کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے
بہترین طباعت پلاسٹک کور قیمت ۶/-
ملنے کا پتہ
عزیز پبلیکیشنز ۵۶ میکلوڈ روڈ لاہور

ماتحت جمعیتیں "ترجمانِ اسلام" کے سلسلہ میں خصوصی توجہ دیں!

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کمیٹی کی اپیل

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی شعبہ نشر و اشاعت اور ترجمان اسلام کی نگران کمیٹی کا اجلاس ۶ / اگست کو ۳ بجے دوپہر مرکزی دفتر میں منعقد ہوا جس میں کمیٹی کے ارکان میں حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب کلاچی اور حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے مولانا زاہد الراشدی اور ادارہ ترجمان اسلام کی طرف سے جناب اکرام القادری نے شرکت کی۔

گذشتہ اجلاس میں کیے گئے فیصلوں کی روشنی میں شعبہ نشر و اشاعت اور ترجمانِ اسلام کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور متعدد معاملات و مشکلات پر غور و خوض کے بعد آیندہ کے لیے پروگرام وضع کیا گیا۔

کمیٹی نے خاص طور پر یہ بات محسوس کی کہ ترجمان اسلام کی توسیع اشاعت اور ایجنٹوں کے ذمہ بقایاجات کی وصولی کے سلسلے میں ماتحت جمعیتیں پوری توجہ نہیں دے رہیں۔ جب کہ جمعیۃ علماء اسلام کے پروگرام اور سرگرمیوں کی کماحقہٗ اشاعت کا واحد ذریعہ ترجمان اسلام ہے۔ اس لیے تمام صوبائی ضلعی و ابتدائی جمعیتوں کو اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت اور اسے مالی لحاظ سے خود کفیل اور مستحکم بنانے کی طرف بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے۔

کمیٹی کے آئندہ اجلاس کے بارے میں طے ہوا کہ نظام شریعت کنونشن کے موقع پر ۱۸ اکتوبر بروز ہفتہ صبح نماز فجر کے بعد دفتر

مولانا حبیب گل صوبہ سرحد کے ناظم انتخابات ہونگے

پشاور۔ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم انتخابات جناب قاری نور الحق قریشی نے صوبہ سرحد اسمبلی میں اپوزیشن کے قائمقام لیڈر مولانا حبیب گل آف ٹل کوہاٹ کو جمعیۃ کا ناظم انتخابات مقرر کیا ہے۔

مندرجہ ذیل حضرات کو صوبہ سرحد کے مختلف اضلاع کے لیے ناظم انتخابات مقرر کیا ہے۔

۱	مولانا عبد القدوس	صاحب	ڈیرہ اسماعیل خان
۲	مولانا حمید اللہ خان	"	بنوں
۳۔	حاجی محمد ابراہیم	"	کوہاٹ
۴۔	مولانا عزیز الرحمٰن	"	پشاور
۵۔	مولانا عبد القدوس	"	مردان۔
۶۔	عبد الستار	"	ہزارہ۔
۷۔	صاحبزادہ خالد	"	مالاکنڈ ایجنسی
۸۔	مولانا عزیز الرحمٰن	"	سوات
۹۔	مولانا محمد دین	"	دیر
۱۰	حاجی محمد رمضان	"	چترال

جمعیۃ علماء اسلام ضلع ساہیوال کے امیر حضرۃ مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ساہیوال میں ہزاروی گروپ کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا ہے جس میں مولانا مقبول احمد کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ اس سے یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ شاید جامعہ رشیدیہ کے سابق ناظم مولانا مقبول صاحب ہزاروی گروپ کے ساتھ ہو گئے ہیں اس لیے یہ وضاحت ضروری ہے کہ جامعہ رشیدیہ والے مولانا مقبول احمد حضرۃ العلام محمد یوسف بنوری کے حکم پر لندن گئے ہوئے ہیں اور مذکورہ اشتہار

بقیہ: ورلڈ کانفرنس کا خیرمقدم

کشیدگی کو کم کرنے کے سلسلے میں جو مسلسل کوششیں کر رہی ہے۔ اس سے ان کو بھی تقویت ملے گی۔ بیان میں کہا گیا ہے۔ کہ آج اس سلسلے میں جتنے امکانات موجود ہیں۔ اس سے پہلے کبھی نہ تھے۔ بیان میں یہ بات بھی زور دے کر کہی گئی ہے کہ اس کانفرنس کے نتائج عوام کی جانب سے اٹھائے جانے والے اقدامات سے مربوط ہیں اور اس سے اس دور کے بڑے مسائل کے حل میں مدد ملے گی۔

کیوبا کے خلاف ناکہ بندی ختم کرنے کے بارے میں امریکی ریاستوں کے فیصلے پر

روسی اخبار پراودا کا اظہار خیال

ماسکو: ۔ بالآخر ہوشمندی اور صحیح فکر کی فتح ہوئی۔ یہ ہیں وہ الفاظ جو پراودا نے انقلابی کیوبا کی "ناکہ بندی" ختم کرنے کے امریکی ریاستوں کے فیصلے پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھے ہیں۔

لاطینی امریکہ کے کئی ممالک اور ترقی پسند قوتیں ایک عرصے سے جو مطالبہ کر رہی تھیں وہ پورا ہو گیا۔ پراودا کے تبصرہ نگار گنادی زیلیفوف نے لکھا ہے۔ کہ نئی زندگی کی تعمیر با اصول اور صاف خارجہ پالیسی نے بین الاقوامی سطح پر کیوبا کے وقار میں اضافہ کر دیا ہے۔ یہ بات بہت عرصہ پہلے واضح ہو گئی تھی۔ کہ گیارہ سال قبل امریکی ریاستوں نے کیوبا کی جو ناکہ بندی کی تھی۔ اس کا کوئی جواز نہیں تھا۔

پراودا کے تبصرہ نگار نے لکھا ہے کہ کیوبا کی ناکہ بندی کا خاتمہ ان ترقی پسند طاقتوں کی ایک نئی فتح ہے۔ جو غیر قانونی فیصلوں کے خلاف جد و جہد میں مصروف ہیں۔ علاوہ ازیں امریکی ریاستوں کی آرگنائزیشن کی قرارداد سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے۔ کہ ایسی تمام پالیسیاں جو سیاسی اور معاشی بائیکاٹ پر مبنی ہوں۔ آج